

نیل نیری کی بات ان کی



علامہ محمد مصطفیٰ رحیمی مدظلہ العالی

مدرسہ اہل سنت پاکستان

اس کتاب میں اہل سنت جماعت کے عقائد
واعمال کو ان کے مخالفین کی تصانیف و رسائل
سے ثابت کیا ہے تاکہ ان پر کفر و شرک کے
فتوے لگانے والے غور کریں کہ

اس کفر و شرک میں وہ خود
کس قدر ملوث ہیں۔



گنج بخش
روزنامہ لاہور

قاری رضوی لکھنؤ

بسم الله الرحمن الرحيم

(بنگاہِ رحمت)

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی حنفی قدس سرہ

نام کتاب زبان میری ہے بات اُن کی

نام مؤلف علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

پروف ریڈنگ غلام دستگیر احمد مجددی

صفحات 382

اشاعت سوم اکتوبر 2009

کمپوزنگ عزیز کمپوزنگ سنٹر 0301-4237934

تعداد 1100

تحریک چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر چوہدری عبدالجید قادری

قیمت 200/- روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ حقیقہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

انتساب

فرقہ ناجیہ

سوادِ اعظم

اہل سنت و جماعت کے نام

جن کے عقائد و اعمال

کتاب و سنت کے صحیح ترجمان ہیں

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

زبان میری ہے بات ان کی

ان کے نام

چمن چمن میں ہے رات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

محبتوں کو جلا رہے ہیں عداوتوں کو بڑھا رہے ہیں

جماعتوں کو پھنسا رہے ہیں سراپا زحمت ہے ذات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

وہ بزمِ دوراں کے بازیگر ہیں وہ اپنی ہستی سے بے خبر ہیں

وہ راہ منزل سے دور تر ہیں غموں میں اتری برات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

وہ خواہشوں کے پجاری دیکھے وہ حسرتوں کے بھوپاری دیکھے

وہ مومنوں کے شکاری دیکھے ہے ”فکر توحید“ گھات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

جو عیب مجھ میں نکالتے ہیں خود ان کو لفظوں میں ڈھالتے ہیں

دلوں میں نفرت کو پالتے ہیں عجیب تر ہیں صفات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

میں رونق دل نکھارتا ہوں بسوئے ساحل پکارتا ہوں

میں ان کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

غلام مصطفیٰ مجددی

☆☆☆.....

زبان میری ہے بات ان کی

افتتاحیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات گرامی! زیر نگاہ کتاب ”زبان میری ہے بات ان کی“ کی ترتیب کا

مقصد یہ ہے کہ ہمارے بعض کم مطالعہ دوستوں نے فرمایا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا

ہے وہ دیہاتوں میں وعظ و نصیحت کیلئے گئے وہاں جو شیلے قسم کے غیر مقلدین

اور دیوبندی حضرات نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ یہ ختم کہاں لکھے ہیں

میلاد کہاں لکھا ہے حاضر و ناظر، علم غیب، سب کچھ بریلویوں کی بدعتیں ہیں

ان کا تعلق قرآن و حدیث میں کہیں نہیں وغیرہ وغیرہ لہذا کوئی ایسی کتاب

ہونی چاہیے جس میں ان تمام امور کو سامنے رکھ کر مخالفین اہل سنت کی کتابوں

سے دلائل دیئے جائیں۔ اگر کوئی بے باک مولوی سامنے آئے تو اسے اس کے

اکابر کے حوالے دکھا کر سوال کیا جائے کہ جو کچھ آپ ہمارے بارے میں

کہتے ہیں، ہمت کر کے وہی کچھ اپنے اکابر کے بارے میں بھی فرما دیجئے۔

دوستوں کا یہ فرمان دل کو لگا تو احقر نے مسلک اہل سنت کی تائید و حمایت میں

”کار آمد حوالے“ جمع کر دیئے آخر میں چند ابواب شیعہ حضرات کی نذر بھی

کئے گئے کہ وہ بھی ہماری معروضات پر غور فرمائیں اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو

جائیں کتاب میں دل آزار رویے سے احتراز کیا گیا ہے یہ دعوت غور و فکر

ہے یہ حقائق کی دستاویز ہے جس کے ثبوت انکی کتابوں میں بھی چمک رہے

ہیں اَلْفَضْلُ مَا شَهِدْتُ بِهِ الْاَعْدَاءُ یعنی فضیلت تو وہ ہے جس کی گواہی

دشمن بھی دیتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولا کریم اس حقیر سی کاوش کو اہلسنت

و جماعت کیلئے باعث تسکین بنائے۔ آمین۔ بحر متہ سید الانبیاء والمرسلین

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

زبان میری ہے بات ان کی

حاضر ہوا ہیں شیخ محمد کی خدمت پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار
گردن نہ بھگی جس کی جہاگیر کے آگے
وہ جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

زبان میری ہے بات ان کی

آئینہ کتاب

باب	صفحہ نمبر	باب	صفحہ نمبر
باب اول: ایصالِ ثواب	۱۵	☆ حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۲۹
☆ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا فیصلہ	۱۷	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۳۰
☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ	۱۹	☆ حضرت جان جاناں کا فیصلہ	۳۰
☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ	۲۰	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۳۰
☆ مولوی وحید الزماں کا فیصلہ	۲۱	☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۳۱
☆ میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ	۲۲	☆ شاہ رفیع الدین کا فیصلہ	۳۳
☆ مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ	۲۲	☆ ملا احمد چیموں کا فیصلہ	۳۴
☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۲۳	☆ علامہ عبدالرؤف رافت کا فیصلہ	۳۵
☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۲۴	☆ امام عبدالوہاب شعرانی کا فیصلہ	۳۶
☆ ختم حضرت شیخ احمد سرہندی	۲۵	☆ خدا را ذرا غور کیجئے	۳۶
☆ ختم قادریہ	۲۵	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۳۷
☆ دیگر ختم قادریہ	۲۶	باب دوم: نور مصطفیٰ	۳۹
☆ مولوی یوسف پنجابی کا فیصلہ	۲۶	☆ مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ	۴۱
☆ مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ	۲۶	☆ حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا فیصلہ	۴۱
☆ مولوی عبدالستار کا فیصلہ	۲۷	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۴۱
☆ مولوی حافظ محمد کھوی کا فیصلہ	۲۸	☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ	۴۲
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۸	☆ مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ	۴۴

زبان میری ہے بات ان کی

ابواب	صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
☆ مولوی مشتاق احمد کا فیصلہ	۴۴	باب سوم: تو زندہ ہے واللہ ۵۵	۵۵
☆ مولوی طاہر قاسمی کا فیصلہ	۴۵	☆ مولوی وحید الزماں کا فیصلہ	۵۶
☆ مولوی ادریس کاندھلوی کا فیصلہ	۴۵	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۵۹
☆ مولوی عاشق میرٹھی کا فیصلہ	۴۶	☆ مولوی ذکر سہارنپوری کا فیصلہ	۶۰
☆ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۴۶	☆ مولوی یعقوب نانوتوی کا فیصلہ	۶۱
☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۴۶	☆ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کا فیصلہ	۶۱
☆ حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ	۴۷	☆ علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ	۶۱
☆ قاضی سلمان منصور پوری کا فیصلہ	۴۸	☆ قاضی شوکانی کا فیصلہ	۶۲
☆ مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ	۴۹	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۶۲
☆ ابن محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ	۴۹	☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ	۶۳
☆ عبدالماجد دریا آبادی کا فیصلہ	۵۰	☆ حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ	۶۳
☆ قاری طیب دیوبندی کا فیصلہ	۵۰	☆ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۶۵
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۵۱	☆ مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ	۶۵
☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۵۱	☆ مولوی ذوالفقار دیوبندی کا فیصلہ	۶۶
☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری کا فیصلہ	۵۱	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۶۶
☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۵۲	☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۶۶
☆ شاہ عبدالرحیم دہلوی کا فیصلہ	۵۲	☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ	۶۷
☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۵۲	☆ قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ	۶۷
☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۵۳	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۶۷
☆ خدارا ذراغور کیجئے	۵۳		
☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۵۳		

زبان میری ہے بات ان کی

ابواب	صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
☆ خدارا ذراغور کیجئے	۶۷	☆ ناطقہ سرگرمیاں	۸۱
☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۶۹	باب پنجم: حاضر و ناظر	۸۳
☆ باب چہارم: محبوب دانائے غیوب ۳	۶۹	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۸۴
☆ حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ	۷۵	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۸۵
☆ مولوی محمد قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۷۵	☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ	۸۶
☆ مولوی محمد شفیع کراچی کا فیصلہ	۷۵	☆ تمام علماء دیوبند کا فیصلہ	۸۶
☆ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کا فیصلہ	۷۵	☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ	۸۷
☆ مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ	۷۶	☆ مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ	۸۸
☆ مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ	۷۶	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۸۸
☆ مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ	۷۷	☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۸۸
☆ مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ	۷۷	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۸۸
☆ مولوی سرفراز گکھڑوی کا فیصلہ	۷۷	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۸۹
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۷۸	☆ خدارا ذراغور کیجئے	۸۹
☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۷۸	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۹۰
☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۷۸	باب ششم: میلاد شریف	۹۳
☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۷۹	☆ حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ	۹۴
☆ مولانا عبدالحق لکھنوی کا فیصلہ	۸۰	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۹۵
☆ ملا احمد جیون کا فیصلہ	۸۰	☆ علماء دیوبند کا فیصلہ	۹۵
☆ خدارا ذراغور کیجئے	۸۰	☆ علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ	۹۶

زبان میری ہے بات ان کی

ابواب	صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۱۶۹	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۲۹
باب سیزدہم: دیکھا جو کچھ میں		☆ حضرت حسن مجتبیٰ کا فیصلہ	۲۳۰
☆ کتاب اشرف السوانح کا مطالعہ	۱۷۱	☆ حضرت زین العابدین کا فیصلہ	۲۳۰
☆ کتاب "یا حرف محبت" کا مطالعہ	۱۸۲	☆ حضرت امام حسن عسکری کا فیصلہ	۲۳۰
☆ الشمامہ العنبریہ کا مطالعہ	۱۹۳	☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۳۱
☆ کتاب حسن العزیز کا مطالعہ	۲۱۲	☆ حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ	۲۳۱
☆ کتاب رحمۃ العالمین کا مطالعہ	۲۱۵	☆ عظمت فاروق اعظم	۲۳۱
☆ کتاب سیرۃ المصطفیٰ کا مطالعہ	۲۱۸	☆ علامہ محمد بن خاوندشاہ کا فیصلہ	۲۳۱
☆ خدا را ذرا غور کیجئے	۲۱۰	☆ مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ	۲۳۲
باب چہارم: خلفاء ثلاثہ کی عظمت		☆ علامہ عبد الحمید ابن حدید کا فیصلہ	۲۳۲
☆ عظمت صدیق اکبر	۲۲۳	☆ علامہ ابن داؤد دینوری کا فیصلہ	۲۳۳
☆ علامہ ابن الحسن طبری کا فیصلہ	۲۲۴	☆ مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ	۲۳۴
☆ علامہ ابوالحسن علی قی کا فیصلہ	۲۲۶	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۳۴
☆ مرزا محمد تقی سہر کا فیصلہ	۲۲۶	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۳۴
☆ شیخ ابراہیم حسین انبلی کا فیصلہ	۲۲۷	☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۳۵
☆ علامہ محمد بن خاوندشاہ کا فیصلہ	۲۲۷	☆ عظمت عثمان غنی	۲۳۶
☆ ابوالحسن علی مسعودی کا فیصلہ	۲۲۸	☆ مجتہد علی نقی کا فیصلہ	۲۳۶
☆ مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ	۲۲۸	☆ مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ	۲۳۶
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۲۹	☆ علامہ یعقوب کلینی کا فیصلہ	۲۳۷

ابواب	صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
☆ علامہ فتح اللہ کاشانی کا فیصلہ	۲۳۷	☆ ملا باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۵۲
☆ علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۳۸	☆ علامہ ابن داؤد دینوری کا فیصلہ	۲۵۲
☆ علامہ ابن الحسن طبری کا فیصلہ	۲۳۸	☆ مجتہد ابو جعفر کا فیصلہ	۲۵۳
☆ علامہ عباس قی کا فیصلہ	۲۳۸	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۵۳
☆ علامہ حاجی ہاشم خراسانی کا فیصلہ	۲۳۹	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۵۳
☆ علامہ فضل بن حسن طبری کا فیصلہ	۲۳۹	☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۵۴
☆ حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ	۲۴۱	☆ حضرت امام حسن کا فیصلہ	۲۵۵
☆ حضرت امام علی رضا کا فیصلہ	۲۴۱	☆ حضرت امام حسین کا فیصلہ	۲۵۶
☆ باہمی تعلقات	۲۴۲	☆ باہمی تعلقات	۲۵۷
باب پانزدہم: صحابہ کرام کی عظمت		باب شانزدہم: ماتم کی ممانعت	
☆ شیخ عباس قی کا فیصلہ	۲۴۵	☆ شیخ صدوق قی کا فیصلہ	۲۵۹
☆ علامہ کاشانی کا فیصلہ	۲۴۶	☆ ابن یعقوب کلینی کا فیصلہ	۲۶۰
☆ علامہ ابوالحسن طبری کا فیصلہ	۲۴۷	☆ علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۶۱
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۴۷	☆ علامہ اکبر غفاری کا فیصلہ	۲۶۱
☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۴۷	☆ علامہ شفیق بن صالح کا فیصلہ	۲۶۲
☆ امام حسن عسکری کا فیصلہ	۲۵۰	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۶۲
☆ حضرت امیر معاویہ	۲۵۰	☆ حضرت سیدہ فاطمہ کا فیصلہ	۲۶۲
☆ شیخ محمد بن عمر الکشی کا فیصلہ	۲۵۱	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۶۲
☆ مرزا محمد تقی کا فیصلہ	۲۵۱	☆ حضرت امام حسین کا فیصلہ	۳۶۳

ابواب	صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
☆ حضرت سیدہ زینب کا فیصلہ	۲۶۳	☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا مقام	۲۷۸
☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۶۴	☆ مولوی خلیل احمد انیسٹروی کا مقام	۲۷۹
☆ حضرت امام صادق کا فیصلہ	۲۶۴	☆ حاجی امداد اللہ کی کا مقام	۲۷۹
☆ باب ہفدہم: وحدۃ الوجود	۲۶۵	☆ علماء دیوبند کا مقام	۲۸۱
☆ مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۲۶۶	☆ ہم پیالہ وہم نوالہ	۲۸۱
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۶۸	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۲۸۳
☆ خدا را ذرا غور کیجئے	۲۶۹	☆ متفقہ شخصیات کے مقام	۲۸۳
☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۲۷۰	☆ مجدد الف ثانی کا مقام	۲۸۴
☆ باب ہز دہم: حجت تمام ہوتی ہے	۲۷۱	☆ علامہ ابن جوزی کا مقام	۲۸۵
☆ علامہ ابن تیمیہ کا مقام	۲۷۲	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا مقام	۲۸۶
☆ علامہ ابن قیم کا مقام	۲۷۴	☆ شاہ عبدالرحیم کا مقام	۲۸۷
☆ نواب صدیق حسن کا مقام	۲۷۳	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا مقام	۲۸۷
☆ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مقام	۲۷۴	☆ شاہ عبدالعزیز کا مقام	۲۸۸
☆ حافظ محمد لکھوی کا مقام	۲۷۵	☆ شاہ عبدالقادر کا مقام	۲۸۹
☆ قاضی سلیمان منصور پوری کا مقام	۲۷۶	☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا مقام	۲۸۹
☆ میر ابراہیم سیالکوٹی کا مقام	۲۷۶	☆ خدا را ذرا غور کیجئے	۲۸۹
☆ مولوی قاسم نانوتوی کا مقام	۲۷۷	☆ وسیلہ	۲۹۲
☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا مقام	۲۷۷	☆ کیا پانی پر دم کرنا جائز نہیں	۳۱۲
☆ میاں نذیر حسین کا مقام	۲۷۷	☆ کتاب الروح کا مطالعہ	۳۲۲
☆ مصاد و مراجع	۲۷۷		۳۷۱

زبان میری ہے بات ان کی

باب اول

ایصالِ ثواب

زبان میری ہے بات ان کی



ایصال ثواب

ایصال ثواب کا مطلب ہے ثواب پہنچانا۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیا سے جانے والوں کو ثواب کلام بھی پہنچتا ہے اور ثواب طعام بھی پہنچتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ثواب پہنچانے والا مسلمان ہو جس کو پہنچایا جا رہا ہو وہ بھی مسلمان ہو۔ اس عقیدے کی روشنی میں اہلسنت اپنے اعمال مثلاً میلاد شریف، گیارہویں شریف ختمات، تیجہ چالیسواں، عرس، نذر و نیاز وغیرہ کا انعقاد کرتے ہیں۔ عمل کا نام کوئی بھی ہو کام ایصال ثواب ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ مخالفین اہل سنت نے ہمیشہ ان اعمال کا مذاق اڑایا۔ سادہ دل مسلمانوں کو صدیوں سے مروجہ اعمال صالحہ سے متنفر کیا اور قرآن و حدیث کی غلط تعبیرات پیش کر کے ان کو اغواء کرنے کی مذموم کوشش کی۔ بلکہ اب جرات کا یہ عالم ہے کہ ان اعمال پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ آئیے دیکھتے

زبان میری ہے بات ان کی

ہیں کہ ان اعمال کی حقانیت تو خود مخالفین اہل سنت کے اکابر کے ہاں مسلمہ ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ کفر و شرک کے تیروں سے ان اکابر کے سینے بھی کھل کیے جائیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ کا فیصلہ

تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے

☆ ”نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے لیکن اس زمانہ کے لوگ انکار کرتے ہیں“ (امداد المشتاق ص ۹۲)

☆ ”مولوی صادق الیقین صاحب فرماتے ہیں کہ جب مثنوی شریف شتم ہوگئی تو حاجی امداد اللہ صاحب نے حکم شربت بنانے کا دیا۔ اور فرمایا اس پر مولانا روم صاحب کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں، ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے کسی واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز اور شرک ہے۔ اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے“ (امداد المشتاق ص ۹۲)

☆ ”لفظ عرس اس حدیث سے لیا گیا ہے۔ نم کنومۃ العروس، یعنی مرنے کے بعد صالح بندے سے کہا جاتا ہے سو جا دلہن کی نیند، اللہ کے مقبول بندوں کے حق میں موت محبوب حقیقی سے ملنے کا نام ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کی موت وصال کہی جاتی ہے۔ یعنی ملاپ۔ اب جو محبوب حقیقی سے جا ملے

زبان میری ہے بات ان کی

اس سے بڑھ کر کیا شادی ہو سکتی ہے۔ عرس کی رسم جاری کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مرنے والوں کی روحوں کو ایصالِ ثواب کرنا ایک پسندیدہ فعل ہے۔ اس سلسلہ میں جن بزرگوں سے ہم نے فیوض و برکات حاصل کئے ہیں، ان کا ہمارے اوپر سب سے زیادہ حق ہے۔ پھر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا محبت کو بڑھانا ہے۔ اور باعثِ برکت بھی ہے۔ اس کے ساتھ طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں دقت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے مشائخِ رفیعہ المروءہ ہوتے ہیں۔ ان میں جن سے عقیدت ہو ان کے مرید ہو سکتے ہیں۔ اور صاحبِ مزار کی روح کو قرآن کریم کی تلاوت اور کھانا تقسیم کرنے کا ثواب بھی پہنچایا جاتا ہے اس مصلحت سے ایک خاص تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ ایک شبہ اس حدیث سے پیدا ہوتا ہے۔ لا تتخذوا قبوری عیداً۔ یعنی میری قبر کو میلہ مت بنانا۔ اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا، خوشیاں کرنا، زینت و آرائش اور دھوم دھام کا اہتمام کرنا، یہ سب منع ہے۔ کیونکہ زیارتِ قبور عبرت اور آخرت کو یاد دلانے کیلئے ہے۔ نہ کہ شغفلت اور زینت کیلئے۔ یہ معنی نہیں کہ قبر پر جمع ہونا منع ہے۔ ورنہ قافلوں کا روضہ اقدس کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ بھی جانا منع ہوتا اور ظاہر ہے یہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زیارتِ قبور اکیلے یا جماعت کیساتھ دونوں طرزِ جائز ہیں۔ اور ایصالِ ثواب بذریعہ تلاوت قرآن اور تقسیمِ طعام بھی جائز اور مصلحت سے خاص تاریخ مقرر کرنا بھی جائز اور یہ سب مل کر بھی جائز رہا۔

(فیصلہ مسئلہ ص ۸۵)

☆ ”گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں بیویں چہلم

زبان میری ہے بات ان کی

شاہی سالانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ مسئلہ ص ۸)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ

علماء دیوبند اور علماء اہل حدیث کے متفقہ رہنما مولوی اسماعیل دہلوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو اسی کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچائے اور جنابِ الہی میں دعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریقہ ہے اگر اس کے حقداروں یعنی اموات کے فاقحوں عرسوں اور نذر و نیاز سے اس امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں“ (صراطِ مستقیم ص ۱۰۳)

☆ ”کوئی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو طعام و فاتحہ کے ذریعے نفع پہنچانا اچھا نہیں یہ کام بہتر و افضل ہے۔ (صراطِ مستقیم)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”عرس میں جو تاریخ متعین ہوتی ہے اگر اس تعین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ اور کسی مصلحت سے تعین ہو مثلاً سہولتِ اجتماع تاکہ تداویٰ کی سعوت یا بعض اوقات اس کی کراہت کے شبہ سے مامون رہیں۔ اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کر کے حب اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی اور کثیر مقدار میں جو کہ اجتماع سے

زبان میری ہے بات ان کی

حاصل ہے ثواب پہنچانا ہے۔ بے تکلف میسر ہو جائے۔ نیز اس اجتماع میں طالب علموں کے لئے اپنے شیخ کا انتخاب آسان ہو جاتا ہے۔ یہ تو ظاہر مصالِح ہیں جو مشاہد ہیں یا کوئی باطنی مصلحت بھی داعی ہو..... بہر حال اگر ایسے مصالِح سے تعین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔ (بوادرنوادرس ص ۳۵۷)

☆ ”ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب مردہ کو یا زندہ کو دے دے جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اس طرح زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔

(الذکر جلد ۳ ص ۹۵)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۴)

☆ ”احادیث سے نفع پہنچانا محقق اور جمہور صحابہ وائمہ کا مذہب ہے“ (تذکرۃ الرشید ص ۲۶)

☆ ”قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کی اصل شرح سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۱)

☆ ”ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۵۲)

زبان میری ہے بات ان کی

مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

اہل حدیث کے مقتدر علامہ وحید الزماں کا ارشاد ہے۔

☆ ”غیر اللہ کی نذر صریح شرک ہے۔ کیونکہ نذر عبادت ہے۔ نبی پاک

ﷺ نے فرمایا بیشک نذر خالص اللہ کے لئے ہے۔ ولو نذر للہ واوصل

لواہ، الی روح النبی او ولی او احد من الاموات فہذا یجوز اور اگر

نذر اللہ کے لئے ہو اور اس کا ثواب نبی پاک یا کسی ولی یا مردوں میں سے

کسی کی روح کو پہنچایا جائے تو وہ جائز ہے۔ اسی زمانہ میں لوگ اس کو فاتحہ

کہتے ہیں۔ اس کا صریحاً جواز مولانا عبدالعزیز اور مولانا اسحاق وغیرہما نے

بیان فرمایا ہے۔ اور بعض علماء نے اس عمل کی اصل کو شرعی نہیں کہا۔ اس پر اس

کو بدعت سمجھا ہے۔ اور اس کو منع کیا ہے۔ بعض علماء نے اس کا جواز فرمایا

ہے۔ کہ اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور وہ حدیث ام سعد اور ابو طلحہ

والی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور

دوسری روایت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے صدقہ والی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بغیر کسی انکار کے صوفیہ کرام کے نزدیک یہ عمل سند اول ہے۔

اگر نذر اللہ کے لئے ہے اس ہدیہ کے طریقہ پر ثواب پہنچایا جائے تو وہ حلال

ہے۔ فائدہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگوں میں یہ رواج ہے کہ طعام پکاتے

ہیں یا حلوہ مٹھائی بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے فلاں ولی اللہ

کے لئے اور انبیاء کرام کے لئے ہے۔ پس اس کا معنی نیاز فاتحہ اور ہدیہ ہے۔

غیر اللہ کی نذر کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ان کی روح کو ایصال ثواب کرتے

زبان میری ہے بات ان کی

ہیں۔ پس اس کا حلال ہونا رائج ہے۔

یا کہے یا نبی اللہ یا ولی اللہ میری حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے تو میں آپ کی بارگاہ میں صدقہ کا ثواب (بطور) ہدیہ پیش کروں گا ان تمام صورتوں میں نذر جائز ہے۔ اور پھر جہو کہتے ہیں کہ یہ ”نذر نبی“ ہے۔ اور یہ ”نذر ولی“ ہے۔ تو یہ نذر شرعی ہرگز مراد نہیں ہوتی اور حکم نبی میں داخل نہیں اس میں نذر شرعی کا معنی نہیں یہاں اکابر نے تو ہمیشہ ”عرف نذر“ کی بات کی ہے۔ (ہدیہ المحدث ص ۳۸)

مزید فرمایا

☆ ”پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہا جاتا ہے کہ سید احمد کبیر کی گائے“ ”شیخ صدر الدین کا مرغ“ وغیرہ پھر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے فہو حلال۔ پس وہ حلال ہے۔ (ہدیہ المحدث ص ۳۹)

مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مستند استاد مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔

☆ ”مجھ نابکار کو ان (امام عبدالوہاب شعرانی) سے کمال حسن عقیدت ہے میں نے انکی کتب سے سلوک و فروغ کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کے مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۱۱۵)

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

دیوبندی اور اہل حدیث علماء کے نہایت متفقہ عالم دین مولانا عبدالحی

زبان میری ہے بات ان کی

لکھنوی سے سوال کیا گیا کہ سید احمد کبیر کی گائے وغیرہ حلال ہے یا حرام؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

☆ ”اگر تقرب خدا تعالیٰ کے لئے ہو اور اس کے لئے ذبح ہو ایصال ثواب کسی کیلئے بھی ہو حلال ہے“ (فتاویٰ عبدالحی جلد ۳ ص ۱۰۴)

مزید فرمایا: کہ بیشک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال و طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ گو ان کیلئے اسکی نذر کرتے ہیں (فتاویٰ عبدالحی جلد ۳ ص ۱۰۵)

مزید برآں حضرت لکھنوی نے ہر چیز کے ایصال ثواب کو اور سالانہ عرس بزرگان دین کو جائز لکھا ہے۔ اور ان اعمال کو حدیث پاک کان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبور الشهداء علی رأس کل حول یقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و ابوبکر و عمر و عثمان سے ثابت کیا ہے۔ نیز ان اعمال کی حقانیت پر حضرت عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے اکابر امت کے حوالے دیئے ہیں۔ (فتاویٰ جلد ۳ ص ۶۸)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی اور علماء دیوبند کے ”قاسم العلوم والخیرات“ مولوی قاسم نانوتوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا

زبان میری ہے بات ان کی

ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا۔ یہ سمجھ کر بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا۔ اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر بخشے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی“ (تحدیر الناس ص ۳۴)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

ابحدیث حضرات کے بلند پایہ مجدد اور شیخ الشیوخ مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔

☆ ”شیخ نے ترجمہ میں لکھا ہے کہ آثار میں سورہ فاتحہ اور معوذتین اور قل هو اللہ احد کا پڑھنا اور ان کا قبر والوں کو ثواب پہنچانا آیا ہے اور قرآن پاک کا ثواب میت کو پہنچانے اور اس کے پہنچنے میں اختلاف کیا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے۔ شیخ عبد اللہ یافعی روض الراحین میں کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبد السلام کو لوگوں نے خواب میں دیکھا انہوں نے کہا ہم نے دنیا میں فتویٰ دیا تھا کہ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا یہاں اس کے برعکس پایا اور ہم نے دریافت کیا کہ ثواب پہنچتا ہے۔ (مسک الختام شرح بلوغ المرام)

☆ ”یافعی نے لکھا ہے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ارواح موتی بعض اوقات میں علیین یا سحین سے طرف اپنے اجساد کے اندر قبور کے واپس

کئے جاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ خصوصاً شب جمعہ کو اور وہ بیٹھ کر باہم بات چیت کرتے ہیں۔ (بذل الحیات ص ۴۲)

☆ ”طاؤس نے کہا کہ مردے اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں سات دن تک اس لئے سلف دوست رکھتے تھے کہ ان سات دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلایا جائے رواہ احمد فی الزہد ابو نعیم فی الحلیہ (بذل الحیات ص ۲۹)

☆ ”آفات بلیات اور حوادث زمانہ آگ لگنے ڈوبنے سے محفوظ رہنے کیلئے ختم بخاری شریف مجرب اور تریاق اور نافع ہے۔ (الروض النہیب ص ۱۱۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب ”البداء والدواء“ میں مندرجہ ذیل ختمات مبارکہ کا ذکر فرمایا۔

ختم حضرت شیخ احمد سرہندی

☆ فرماتے ہیں: ”یہ ختم واسطے حصول جمع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے۔ پہلے سو بار درود پڑھے پھر پانچ سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ بلا کم و بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کرلو“ (البداء والدواء ص ۱۶۹)

ختم قادریہ

☆ فرماتے ہیں: ”اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امرہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پچھنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ

فاتحہ و کلمہ تجید و درود اور سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شریعی پر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت اور مشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کر دے۔ (الدعاء والدعاء ص ۱۷۰)

دیگر ختم قادریہ

☆ فرماتے ہیں: ”پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے اللھم صلی علی محمد معدن الجود والکرم وعلی ال محمد وبارک وسلم پھر شریعی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ (الدعاء والدعاء ص ۱۷۰)

ختم برائے میت

☆ فرماتے ہیں: ”پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا گیا لوگ حلقے کے یوں کہیں ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔ (ایضاً)

مولوی یوسف پنجابی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مایہ ناز مولوی یوسف پنجابی کا ارشاد ہے۔

☆ ”بیشک زندوں کی دعا مردوں کے لئے اور ان کا صدقہ دینا ان کے درجات کی بلندی میں نافع ہے۔ (العقیدۃ الحمدیہ ص ۵۲ جلد ۲)

مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ

تبلیغی جماعت کے رہنما مولوی زکریا سہارنپوری نے تحریر فرمایا کہ ایک

زبان میری ہے بات ان کی

مرگت کا گنہگار بیٹا مر گیا ماں نے خواب میں دیکھا کہ اسکو عذاب ہو رہا ہے۔ بہت پریشان ہوئی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے پھر خواب میں دیکھا کہ بہت خوش و خرم ہے ماں نے پوچھا یہ کیا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا گنہگار شخص اس قبرستان سے گذرا۔ قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی۔ وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور اس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا جس میں میں تھا۔ اس میں سے جو حصہ مجھے ملا اس کا یہ اثر ہے۔ جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری اماں حضور پر درود کا نور ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور زندہ اور مردہ دونوں کے لئے رحمت ہے۔ (ملخصاً فضائل درود شریف مطبوعہ دہلی ص ۱۰)

مولوی عبدالستار کا فیصلہ

غیر مقلدین کے پیشوا مولوی عبدالستار نے قصص الحسنین میں لکھا ہے۔

رات جمعے دی مغرب کچھ دو رکعتاں جانی
ہر رکعت وچ فاتحہ کچھ ستر قل پچھانی
ایہہ دو گانہ جس میت نو بخشیا پڑھنے والے
دوزخ وچوں جلدی اسنوں رب کریم نکالے

مولوی عبدالستار صاحب نے مشہور حدیث کو بھی اشعار میں بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اپنے درجات دیکھ کر عرض کرے گا، مولانا! کیا یہ میرے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کیا اس کے صدقے تجھے یہ درجے عطا کئے گئے۔

زبان میری ہے بات ان کی

ایسے عمل اسٹاڑے نیں سن تے آکھن یا رب عالی
اوہ کی حکمت جس دے باجھوں رحمت موج دکھالی
رب کہہ سی فرزند تہاڑے پڑھی کلام الہی
اس دے پاروں اپر تہاڑے رحمت بے پرواہی
مولوی صاحب ”قصص الحسنین کے آخر میں تمام مسلمانوں سے اپیل
کرتے ہیں۔

دعا ممکن میں کارن مومن کراں سوال نمنا
فاتحہ کلمہ تن قل پڑھ کے ختم درود پچانا
مولوی حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مقتدا مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی منظوم کتاب ’احوال
آخرت‘ میں فرماتے ہیں۔

ہزار پچھتر کلمہ طیب جے پڑھ بخشے کوئی
جلد آزاد عذابوں ہووے جنوں بخشے سوئی

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اس مضمون میں ہم ان تاریخ ساز شخصیات کے فیصلے نقل کرتے ہیں جن کی
علمی و فکری و روحانی و تحقیقی قابلیت پر تمام علماء دیوبند زعماء اہل حدیث غیر مقلدین
اور ہم سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان مسلمہ و
متفقہ اکابرین کے فیصلوں پر عمل کر کے انتشار و افراق کی مسموم فضاؤں میں
اخوت و یگانگت کے رنگ بھرے جاسکتے ہیں۔ آئیے مطالعہ کریں۔

زبان میری ہے بات ان کی

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی جامع الصفات شخصیت
تمام تعارف نہیں۔ تمام دیوبندی اور غیر مقلد مولوی ان کی تعلیمات اور
ادوات کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ان کا روحانی
وارث تصور کرتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں ان کا ارشاد ہے۔

”جان لینا چاہیے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ اس میں دوسروں کا بھی
لطف ہے اور اپنا بھی۔ اور نہ بخشے میں صرف اپنا فائدہ ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ شاید
دوسرے کے صدقے اسکا عمل بھی قبول ہو جائے“ (مکتوبات فارسی دفتر دوم ص ۷۷)
فرماتے ہیں:

”چند سال قبل فقیر کی عادت تھی کہ کھانا پکاتا تھا تو آل عبا کی
روحانیت مطہرہ کیلئے خاص کرتا تھا۔ اور ایصال ثواب میں حضور پر نور ﷺ کے
سالہ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ اور حضرت امین رضی اللہ عنہم کو شامل رکھتا
تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ حضور پر نور ﷺ نے توجہ نہ فرمائی، رخ
اور کو دوسری جانب رکھا۔ پھر فقیر سے ارشاد فرمایا ”من طعام درخانہ عائشہ
نہم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد“ ہم عائشہ صدیقہ کے گھر طعام
کھاتے ہیں جو شخص ہمیں کھانا بھیجے ان کے گھر بھیجے فقیر کو معلوم ہو گیا کہ توجہ
فرمائی کی وجہ یہ تھی۔ اس کے بعد میں نے ہمیشہ حضرت عائشہ صدیقہ بلکہ
تمام اوج مطہرات کو اور تمام اہل بیت کرام کو شامل ثواب کیا اور جمیع اہل
بیت سے توسل رکھا۔“ (مکتوبات فارسی دفتر دوم ص ۵۹)

زبان میری ہے بات ان کی

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

☆ شیخ الحدیث حضرت عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”کہتے ہیں کہ حضرت وزیر الدین علیہ الرحمۃ ہر شب جمعہ کو رسول پاک ﷺ کی روح مطہر کیلئے زردہ پکاتے اور چاولوں کے اوپر تین بار قل ہو اللہ احد پڑھتے۔ (اخبار الاخیار ص ۳۳۳ مطبوعہ دیوبند)

☆ ”بیشک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے“ (ماہیت بالنص ص ۶۸)

حضرت جانِ جاناں کا فیصلہ

☆ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ حضرت نقشبند خواجہ جنید حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہم سب عرس غوث اعظم میں شریک ہوئے۔ (ملخصاً کلمات ص ۷۷)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

☆ رئیس المتأخرین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”مشائخ کی پاک روحوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کیلئے فاتحہ پڑھے یا انکی قبروں کی زیارت پر والہانہ عقیدت سے حاضری دے اور خیرات مانگے“ (ہمعات فارسی ص ۳۳)

☆ ”مشائخ کے عرسوں کو یاد رکھا جائے اور ان کے مزارات پر حاضری

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”فاتحہ پڑھنے اور ان کے لئے صدقہ دینے کو ضروری خیال کرے“ (ہمعات

ص ۵۸)

☆ ”اگر حلوہ یا کھیر وغیرہ پر کسی بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کیلئے فاتحہ پڑھ کر کسی کو کھلا دیں تو کوئی حرج نہیں، نیز اللہ تعالیٰ کی نیاز کا کھانا امیروں کو جائز نہیں، اگر کسی بزرگ کی فاتحہ کا کھانا ہو تو امیروں کو جائز ہے۔

(۲۸۱ اسامی ص ۱۳۲)

☆ ”دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر عام خواجگانِ چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے یہ عمل ہر روز کرے انشاء اللہ چند روز میں مقصد پورا ہو جائے گا“ (انتہاء فی سلاسل اولیاء ص ۱۱۳)

☆ ”شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ نے کچھ بھنے ہوئے چنے اور گڑ پالور یا ز تقسیم کر دیئے، خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ بائیں سرست کیساتھ متوجہ ہوئے، کچھ تناول فرمائے اور باقی ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے (درشیں ص ۸)

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

☆ اعلیٰ الحدیث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح ہوتا ہے اور فریادِ رسی کا انتظار کرتا ہے۔ صدقات، دعائیں اور فاتحہ مردہ کے بہت کام آتی ہیں“ (تقریر عزیزی پارہ ۳۰ سورۃ القمر)

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی ذریت طاہرہ سے تمام امت مرشدوں کی طرح محبت کرتی ہے اور ان سے تکوینی امور کو وابستہ جانتی ہے۔ فاتحہ درود صدقات اور ان کے نام کی نذرین ساری امت میں مروج ہیں اور معمول ہیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ سے امت کا یہی معاملہ ہے۔“ (تحدیث عشریہ فارسی ص ۴۳۵)

☆ صالحین کی قبروں کی زیارت اور تبرک اور تلاوت قرآن دعائے خیر اور طعام و شیرینی کی تقسیم کے ایصال ثواب سے ان کی (بلندی درجات کیلئے) امداد کرنا خوب و مستحسن امر ہے اس پر علماء کرام کا اجماع ہے (فتاویٰ عزیزی جلد ۵ ص ۵۸)

☆ ”سال میں دو مجلس فقیر کے مکان میں ہوتی ہیں مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسنین اکثر حضار مجلس اور اس فقیر پر حالت رقت و گریہ طاری ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سب فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا“ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۰)

☆ ”حضرت غوث اعظمؒ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ تعالیٰ تلاوت کرتے حضرت غوث اعظمؒ کی مدح میں قضاوند مناقب پڑھتے بعد ازاں سجادہ نشین کے ساتھ ذکر کرتے جو نیاز تیار ہوتی وہ تقسیم کی جاتی۔“ (ملفوظات ص ۶۲)

”اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب روح میت کو پہنچانا اور یہ کام مسنون ہے۔ اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ تو اس

زبان میری ہے بات ان کی

کا حاصل یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی معین مقدار کا ثواب کسی بزرگ کی نذر کیا جائے۔ ولی کا ذکر عمل مندور کے تعین کیلئے ہے یہ نذر صحیح ہے۔ اس کی ادا واجب ہے۔ (فتاویٰ جلد ۱ ص ۱۲۱)

”حضرت شاہ ولی اللہ کے وصال کے (روز سوم (تیجے پر) لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حساب سے باہر تھا۔ اکاسی سے بھی زیادہ قرآن پاک پڑھا اور کلمہ کا تو احاطہ نہیں۔ (ملفوظات عزیزی ص ۸۰)

”حضرت شاہ عبدالعزیز تقریب عرس میں والد محترم اور جد امجد کی حاضری دیتے مسافت کے باوجود پیدل جاتے اور واپسی پر سوار ہوتے۔ خوش آوازی سے قرآن و فاتحہ پڑھنے کے بعد حکم دیتے کہ مثنوی قرآن سے کچھ پڑھا جائے۔ (ملفوظات عزیزی ص ۴۱)

شاہ رفیع الدین کا فیصلہ

شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

”مجلس میں فاتحہ و ختم حاضران مجلس کیلئے ہے۔ اگر یہ جماعت قبر پر آئے اس جگہ تقسیم ہو اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچے اور اگر گھر میں ہو تو وہاں میں تقسیم کرے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (فتاویٰ ص ۹)

”لفظ نذر جو اس مقام پر مستعمل ہے وہ اپنے شرعی معنی پر نہیں، بلکہ مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ کی جنس سے ایجاب غیر واجب ہے۔ لہذا مراد یہی ہے۔ اسلئے جو بزرگوں کے حضور پیش کیا جاتا ہے اسے نذر کہا جاتا ہے۔ (رسالہ ندور بزرگان ص ۱)

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”نذر کی وجہ اول یہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے یہ اولیاء اللہ تو صرف مصرف ہیں کہے یا اللہ میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو تیری نذر اس نیک ولی کے خادموں کو پہنچاؤں گا۔ وجہ دوم یہ کہ ان اولیاء اللہ کو شیعہ بنائے اور یہ کہے کہ اے اللہ کے ولی اللہ تعالیٰ کی جناب میں میری اس مشکل کے حل کے لئے دعا کریں۔ اگر میری یہ مراد پوری ہو جائے تو آپ کی طرف سے اللہ کی بارگاہ میں اتنا طعام یا نقد پیش کروں گا۔ تاکہ ان کا ثواب آپ کو پہنچے۔ یہ طریقہ جائز ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے قربانی کرتے رہنا۔ حضرت سعد بن عبادہ کو ام سعد کے لئے کنواں نکالنے کا حکم دیا۔ وجہ سوم یہ کہ اس بزرگ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر عرض کرے اے اللہ فلاں بزرگ کی برکت سے اور اپنی عنایت و مہربانی سے کہ اپنی عمر اس کی بندگی اور رضا جوئی میں گزاروں گا، اگر تو میری مشکل آسان کر دے تو اتنا مال تیرے لئے صرف کروں گا اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچاؤں گا۔ تاکہ اس برّ و احسان سے وہ بزرگ خوش ہو جائے۔ یہی مذہب حنفیہ ہے۔ کہ انسان ثواب جسے چاہے پہنچائے۔ (رسالہ نذر بزرگاں)

ملا احمد جیون کا فیصلہ

سلطان اسلام حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے استاد گرامی حضرت ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بیشک نذر اولیاء کیلئے مانی جانے والی

کائنات جیسا کہ ہمارے زمانے کا رواج ہے۔ حلال اور طیب ہے۔ (تفسیرات)

علامہ عبدالرؤف رافت کا فیصلہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے خاں شاگرد حضرت امام عبدالرؤف رافت فرماتے ہیں۔

”جاننا چاہیے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور اس لکھا ہے کہ اگر بکری کو غیر خدا کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہ رائج کرنے سے وہ حلال نہیں ہوگی۔ اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے اہل نہیں ہوتا۔ سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔ خود مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے۔ اور ان کے مرشد اور استاد والد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں ماحصل کے معنی ماذبح لکھا یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لگے۔ سو حرام ہے۔ اور مردار جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کیا۔ لکھا کہ حرام ہوتا ہے۔ بعض نادان تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نماز حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء و اولیاء کی نیاز فاتحہ کے لئے کہ بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام لگنا حرام ہے۔ واہ وا کیا عقل ہے۔ ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر لکھتے ہیں۔ (تفسیر روئی ص ۱۳۸ مطبوعہ بمبئی)

امام شعرانی کا فیصلہ

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ

☆ ”حضرت شاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا جب تجھے حاجت درپیش ہو تو اور تو اس کو پورا کرنے کا ارادہ کرے تو نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لے اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو بیشک تیری حاجت پوری ہو جائے گی (طبقات جلد ۲ ص ۶۸)

خدا را ذرا غور کیجئے

حضرات محترم ہم نے متفقہ بزرگوں اور مخالفین اہل سنت کے پیشواؤں کے روشن فیصلے آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ ان تمام شخصیات نے ایصالِ ثواب کے جملہ پہلوؤں پر کھل کر گفتگو فرمائی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ لوگ اپنے گھر کی کتابیں نہیں پڑھتے یا پڑھتے ہیں تو ”تجامل عارفانہ“ سے کام لیتے ہیں کہ امت مسلمہ کہیں ایک عقیدے پر جمع نہ ہو جائے۔ ایسے روشن فیصلوں کے ہوتے ہوئے کیوں کہا جاتا ہے۔ ملا جی کا ختم شریف بکرے چھترے ہضم شریف۔ اوجی بریلوی مولویوں نے کھانے پینے کا ڈھنگ بنا رکھا ہے۔ اوجی یہ تو مشرکوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ غیر اللہ کی نیازیں کھاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تم یہ الفاظ مذکورہ صدر شخصیات بالخصوص اپنے اکابرین کے لئے استعمال کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو۔ اگر نہیں تو تم اپنے فتوے اور تقوے میں مخلص نہیں۔ مسند علم پر بیٹھ کر انصاف نہیں کرتے۔ کیا ایک ہی جرم پر بڑوں کو اور اپنوں کو معاف کرنا جبکہ دوسروں پر طعن و تشنیع کے پتھر

زبان میری ہے بات ان کی

زبانِ اہل دل ہے؟ کیا یہ عادت چھوٹ نہیں سکتی تاکہ اہل اسلام کو امن و امان اور سہولت ہو جائے؟

ناطقہ سر بگریباں ہے

لوگ خواہ مخواہ دوسروں کے بارے میں سوئے ظن کا شکار ہوں اور ان کے ہاں کاموں اور عقیدوں کو بھی شکوک و شبہات کی نظر دیکھتے ہوں قدرت الہیہ طرف سے انہیں کچھ ایسی نارسائی کی سزا دیتی ہے کہ سارے تقوے خاک میں مل جاتے ہیں۔ اب ذرا گیارہویں شریف، میلاد شریف، ختمات مبارکہ اور دیگر لوگوں کی نذر و نیاز کے لنگر کو حرام کہنے والوں کی قلابازیاں اور بوالججیاں دیکھئے اور پتہ چلے کہ حضرت اگر وہ لنگر حرام ہے تو یہ ڈھنگر کیسے حلال ہو گئے۔

”حلال ہے کھانا گورخر (جنگلی گدھے) کا“ (فقہ محمدیہ جلد ۵ ص ۱۲۳)

”جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں کھانے والے کو برا کہتے ہیں وہاں کھانے والے کو ثواب ہوگا“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۴۵)

”مباح ہے کھانا بجوگا“ (فقہ محمدیہ جلد ۵ ص ۱۲۳)

”کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے“ (نزل الابرار جلد ۳ ص ۷۸)

”سب دریائی جانور حلال ہیں یہاں تک کہ کتا، خنزیر اور سانپ بھی حلال ہیں“ (بیل الادوار جلد ۱ ص ۲۷)

”کچھوا کو کرا گھونگا ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا لہذا حلال ہیں“ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۵۷)

”کچھوا حلال ہے“ (تفسیر ستاری ص ۴۲۶)

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”گوہ حلال ہے“ (ایضاً)

☆ ”نسلی میرزائی اہل کتاب ہیں ان کا ذبیحہ حلال ہے“ (کفایت المسلمی)

جلد ۱ ص ۳۱۱

ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے



زبان میری ہے بات ان کی

باب دوم

نورِ مصطفیٰ ﷺ

زبان میری ہے بات ان کی

نور مصطفیٰ ﷺ

اہل سنت و جماعت کے خواص و عوام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے محبوب و مطلوب دانائے غیوب ﷺ کو نور سے تخلیق فرمایا اور بشری لبادے میں ملبوس فرما کر تمام کائنات کو فیض ختم نبوت سے مشرف کرنے کے لئے بھیجا۔ حضور کا نور ہونا بھی برحق ہے۔ اور بے مثال بشر ہونا بھی برحق۔ معراج پر جانا براق پر بیٹھنا لامکان کی سیر کرنا۔ وصال کے روزے رکنا۔ دندان اقدس سے شعاعوں کا نکلنا، حسن رخ کا آفتاب اور ماہتاب پر غالب آنا، نور ہونے کی دلیل ہے، کھانا، پینا، بازاروں میں چلنا، فروغ ہدایت کے لئے لہولہان ہونا، نکاح کرنا بے مثال بشر ہونے کی دلیل ہے۔ اتنے صاف ستھرے عقیدے پر بھی لوگ برا فروختہ ہو گئے۔ اور پکار اٹھے جی، نور کیوں کہتے ہو، قرآن پیش کیا، نہ مانے، حدیث پیش کی نہ مانے، صحابہ کرام کے فیصلے پیش کئے نہ مانے، سوچا چلو ان کے بزرگوں کے حوالے پیش کر دیتے ہیں شاید جن کی ”برکت“ سے یہ بگڑے ہیں ان کے قلم سے نکلنے والے چند حقائق کو دیکھ کر سدھر ہی جائیں، ہاں اگر ان حقائق کو دیکھ کر بھی ماننے کا کوئی پروگرام نہ بنے تو پھر ہماری اتنی گزارش ضرور مان لیجئے کہ نور مصطفیٰ کو ماننے کی جو سزا ہمیں سناتے ہو وہی ان بزرگوں کو بھی سنا دیجئے۔ کیونکہ انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مولانا عبدالحی لکھنوی کا ارشاد ہے۔

”بیشک نبی اکرم ﷺ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ سایہ کثیف ہوتا ہے اور آپ کی ذات سرور قدیم تک نور ہے۔“ (تعلیق العجیب ص ۱۳)

حاجی امداد اللہ کی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے پیر و مرشد اور علماء اہل حدیث کے مدد و مدد جبکہ ہمارے حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گلوڑوی کے سلسلہ صابریہ میں ولی نعمت حضرت حاجی امداد اللہ کی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

”اللہ پیدا کر ہوتا احمد کا نور نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور (جہاد اکبر ص ۳)

”ہاں کو دکھلا دو مجھے تم سے اے نور خدا فریاد ہے (نالہ امداد غریب ص ۲۲)

”اور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو دیکھتے ہو مہ خورشید کی تنویر عبث (گلزار معرفت ص ۷)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مہمانی مولوی قاسم نانوتوی کا قصائد قاسمی ص ۴۴ ارشاد ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نار سا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار
اگر قمر میں کچھ آجائے تیرے چہرے کا نور
تورات دن ہے اور آگے اس کے دن شب تار

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے استاد گرامی مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ”اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی شان اقدس میں فرمایا کہ
طرف خدا سے تمہاری جانب نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ و مراد از نور ذات
پاک حبیب خدا ہست۔ نور سے مراد حبیب خدا کی ذات ہے۔“

(امداد السلوک ص ۸۵)

☆ ”تواتر سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور یہ ظاہر
ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے“ (ایضاً)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے مسلمہ مجدد اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا
اشرف المواعظ میں ارشاد ہے۔

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور

حضرت تھانوی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب نشر الطیب میں ”نور محمدی“
کے بیان میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں وہی احادیث مبارکہ رقم کی

علماء اہل سنت بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

نام احمد چوں چنین یاری کند
تا کہ نورش چوں مدد گاری کند
نشر الطیب کے آغاز میں رقم طراز ہیں۔

”اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقہ ثابت ہوا
کہ ان جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا
نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے“ (نشر الطیب ص ۵)

”نور سے حضور کا وجود موجود مراد لیا جاوے۔ (اشرف المواعظ ص ۳۸)

مولوی ذوالفقار دیوبندی کا فیصلہ

نور محمدی کے مشہور شارح مولوی ذوالفقار دیوبندی فائز
الکرام نے نور محمدی کی شرح میں لکھتے ہیں۔

”ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ
ان کو صرف بدولت حضور پر نور ﷺ پہنچا ہے کیونکہ آپ ہی باعث ایجاد خلق
الاولیٰ بالحق اللہ نوری“ (عطر الوردہ ص ۲۳ مطبوعہ دیوبند) نیز لکھا ہے۔

کے ملک کر دی بہ پیش آدم خاکی سجود
نور تو دروے نبودی گرو دلیعت اے ہدی

مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ

مولوی حسین احمد مدنی نے تمام علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ لکھا ہے۔

”ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ

حضرات حضرت ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ اور میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی اور قسم کی ان سب میں آپ کی ذات اس طرح واقع ہوئی کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو۔ اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنی لَوْلَاک لَمَّا خَلَقْتُ اِلَّا فَلَاک اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِیْ وَاَنَا نَبِیُّ الْاٰیٰتِ وغیرہ کے ہیں“ (اشہاب الثاقب ص ۴۷ مطبوعہ دیوبند)

مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

آل دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا شبیر احمد عثمانی کا ارشاد ہے۔
☆ ”شاید نور سے خود نبی کریم صلعم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے“ (تفسیر عثمانی ص ۹۲)

مولوی مشتاق احمد دیوبندی کا فیصلہ

دیوبند حضرات کے زبردست محقق مولانا مشتاق احمد کا ارشاد ہے۔
☆ ”غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور کی ذات پاک پر اسی سے ہے کہ حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہیں آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت نور اسی کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے“ (البوسل ص ۲۲، ۲۳)

زبان میری ہے بات ان کی

مولوی طاہر قاسمی کا فیصلہ

مولوی طاہر قاسمی شمیرہ قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔
”معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے۔ اور ہر مخلوق سب سے آخر ہے۔ اسی لئے نور محمدی کا اول و آخر نور خدا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم النبیین کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے منکر گروہ نے حقیقت محمدیہ کی اولیت سے انکار کر دیا ہے۔“ (عقائد الاسلام قاسمی ص ۳۲، ۳۳)

مولوی ادریس کاندھلوی کا فیصلہ

ملاء دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی کاندھلوی نے مقدمہ مقامات حریری میں لکھا ہے۔
سراج المنیر کشمیس الضحیٰ
خیر البرایا و نور قدیم
ای کتاب عقائد الاسلام میں لکھتے ہیں۔

آفتاب شرع دریائے یقین
نور عالم رحمۃ للعالمین

”تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے۔ مراد محمد رسول اللہ اور ایک روشن کتاب آئی ہے۔ قتادہ اور زجاج سے منقول ہے کہ نور اللہ کی ذات بابرکات مراد ہے۔“ (تفسیر معارف القرآن جلد ۱ ص ۴۲)

زبان میری ہے بات ان کی

مولوی عاشق میرٹھی کا فیصلہ

دیوبندی حضرات کے یہ بلند پایہ مورخ لکھتے ہیں۔

☆ ”آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نہایت حسین اور خوبصورت جوان تھے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات علیہ السلام کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ اسلئے کچھ طبعی طور پر زنان قریش کی طبیعتوں کا میلان عبداللہ کی طرف ہوتا تھا۔ (اسلام ص ۲۵ جلد ۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مناظر اعظم مولوی امرتسری کا ارشاد ہے کہ

☆ ”ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ خدا کے کئے ہوئے نور ہیں“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۴۳۷)

☆ ”قد جاء کم من اللہ نور“ یعنی تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورہ المائدہ ص ۱۱)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مجدد اعظم صدیق حسن بھوپالی نے تو کمال کر دیا، لکھتے

ہیں۔

☆ ”کہا گیا ہے کہ نور محمدی کا حلول ہند میں منطقی مساوات سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی رو سے نور محمدی صلب آدم میں ودیعت تھا۔ اور ان کی پیشانی میں روشن تھا۔ تو واضح ہو کہ نور محمدی کی ابتدائی جلوہ افروزی

زبان میری ہے بات ان کی

اور ان ہے۔ اور اس کی منتہا عرب ہے۔ آپ کے طفیل ہندوستان کو کافری اور لٹل حاصل ہوا۔ اور اس مساوات کی تقریر یہ کہ نور محمدی نے حضرت آدم کے ساتھ نزول فرمایا اور منطق کی کتب میں اس قیاس کی تحقیق تلاش کرو۔

كانت لآدم ارض الهند منهبطاً

وفيه نور رسول الله مشغول

یعنی (میں ہند حضرت آدم کے نزول سے مشرف ہے اور اس میں رسول

ﷺ کا نور اقدس مشغول ہے) (خطیرۃ القدس ص ۳۷۶)

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

”اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول خدا کا نور نبوت پہلے صلب آدم

میں تھا اور اس کے بعد اصلا بآبا اور ارحام امہات میں منتقل ہوتا رہا۔“ (نور محمدی بن عبدالمطلب سے مکہ میں ظاہر ہوا) (جج الکرامۃ فی آثار القیامۃ ص ۱۱۹)

”راج نے کہا مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن“ (ترجمان

قرآن جلد ۱ ص ۸۵۷)

حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مفسر تفسیر محمدی منزل چہارم میں رقم طراز ہیں۔

نور نبی دا خوبیاں اوسدیاں لوکاں نوں دسیاؤں

آکے وجی نبوت تھیں بھی خوبیاں لوکاں بھاؤں

اوہ نور نبی دا آپے دھندا لوکاں نوں روشنائی

زبان میری ہے بات ان کی

بھادیں نبی نبولے دیوے حاجت اگر نہ کائی
تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چکارا
جو شام ولایت شہر دسیاوے اس نوروں آشکارا

مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ

دیوبند کے شارح بخاری مولانا انور شاہ کشمیری نے یہ عقیدہ لکھا ہے۔

کاندر آنجا نور حق بود و بند دیگر حجاب
دید و شنید آنچه جزوے کس بنشید و ندید

(عقیدۃ الاسلام ص ۲۱۹)

قاضی سلمان منصور پوری کا فیصلہ

اہل حدیث کے مقتدر عالم و محقق مولانا سلیمان سلمان منصور پوری کا ارشاد ہے۔

☆ ”نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم ظاہر بھی ہے وہ حسب و نسب عالی ہے آباء اولین جو اسی نور (نور محمدی) کے حامل تھے۔ سفاح سے پاک رہے۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۲۱۲)

☆ ”سیدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہفتہ میں امانت دار ”نور محمدی“ بن گئی تھیں“ (ایضاً جلد ۲ ص ۱۰۸)

☆ ”قرآن مجید نے نبی ﷺ کو سراج منیر کہا ہے۔ اور یہ بتلا دیا کہ حضور کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک دور کا باصرہ افروز اور بصیرت افزا ہے“

زبان میری ہے بات ان کی

(۵۸/۲۱۹)

”کعب بن زہیر قصیدہ بابت سعاد میں کہتے ہیں ان الرسول کنور“

(رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۲۱۹)

مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

مولوی اہل حدیث جمعیت کی سربراہ آردہ شخصیت جناب ساجد میر کے ارشاد ہیں۔

”حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا نور تھا اس کے دیکھنے کیلئے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی حضرت خاتمی نے کی ہو“ (سیرت المصطفیٰ جلد ۱ ص ۶۱)

”عبد مناف کو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے قمر البطحا کہتے ہیں۔ آپ کو برا جانتے تھے اور آپ پر نبی کریم ﷺ کا نور ظاہر و آشکارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا نور ان کے چہرے میں موتی کی طرح چمکتا تھا۔ ان کو جو نور ملتا ان کے ہاتھ چوم لیتا اور جس شے کے پاس سے گزرتے وہ شے نور مند ہوتی۔ عبدالمطلب کے چہرے پر نور موتی کی طرح چمکتا تھا اور اس کے منہ کے خط و خال سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہوتا تھا“ (ایضاً جلد ۱ ص ۷۰)

”حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نور مند ہوئی“ (ایضاً جلد ۱ ص ۱۱۵)

ابن محمد بن عبد الوہاب کا فیصلہ

اس دہائے دوں میں وہابیت و نجدیت کا پودہ کاشت کرنے والے شیخ

زبان میری ہے بات ان کی

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے صاحبزادے امام بدرالاعلام شیخ عبداللہ بن محمد نے لکھا ہے۔

☆ ”ابن سعد روایت کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ کی والدہ نے فرمایا جب آپ پیدا ہوئے اس وقت مجھ سے ایک نور نکلا جس سے شام کے گلے جگمگانے لگے۔ آپ ﷺ صاف سحرے پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے جسم کا میل کچیل مطلق نہیں تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

وانت لما ولدت اشرفت الارض وضاءت بنورک الافق
آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آپ ﷺ کے نور سے کنارے روشن ہو گئے۔ ونحن فی ذلک الضياء وفي النور فسيل
الرشاد تخترق یعنی اور ہم اس نور سے متمتع ہیں اور اس کی روشنی میں ہدایت کے راستے ہموار کئے جا رہے ہیں“ (سیرۃ الرسول مترجم ص ۳۰ مطبوعہ جہلم)

عبدالماجد دریا آبادی کا فیصلہ

حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے پروردہ نگاہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ارشاد ہے۔

☆ ”نور سے اشارہ ہے رسالت محمدی ﷺ کی جانب اور کتاب میں سے قرآن کی جانب“ (تفسیر ناجدی جلد ۱ ص ۲۴۴)

قاری محمد طیب دیوبندی کا فیصلہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند مولوی قاری طیب دیوبندی کا ارشاد ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

”آپ ﷺ کے جسم مبارک، جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی حقیقت اور جاز بیت نظر آتی ہے۔۔۔۔۔۔ اور حقیقت محمدی کو حدیث میں لکھا ہوا سب اسی کی علامات و آثار ہیں“ (آفتاب نبوت جلد ۱ ص ۳۱)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب نور مصطفیٰ کی شان حقانیت پر ان عظیم الشان شخصیات کے فیصلے نقل کیے جاتے ہیں جن پر تمام اہل سنت و جماعت اور اہل حدیث اور دیوبندی علماء کا مکمل اتفاق ہے۔ سب ان کے علمی و فکری وقار کو سلام شوق پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی تحقیقات پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔
”محمّد اکرم ﷺ جسم عنصری رکھنے کے باوجود حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے۔ اسی اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللّٰهِ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا اور کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی“ (کتوبات فارسی جلد ۳ ص ۱۱۱)

قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

اہل وقت حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
”اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا یعنی محمد ﷺ آئے یا اسلام لایا۔“ (تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۶۷)

زبان میری ہے بات ان کی

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ”اول مخلوقات اور خلق عالم و آدم کا واسطہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور ہے۔

جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي سَبَّحَ مِنْهُ

تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا، علوی و سفلی مکونات اسی نور اور اسی جوہر پاک

سے پیدا ہوئے“ (مدارج النبوة فارسی جلد ۲ ص ۲)

☆ ”آپ کا ایک اسم مبارک نور ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا“ (ایضاً جلد ۱ ص ۱)

شاہ عبدالرحیم دہلوی کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”عرش سے فرش تک اور علوی فرشتے اور سفلی جنات تمام حقیقت

محمدی سے ہی پیدا ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے اول ما خلق الله

نوری“ (انفاس رحیمہ ص ۱۳)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

امام التحقیق حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ كَانَ نُورُ اللَّهِ فِينَا لَمْ يَهْتَدِ

وَصَمَّمَا تَذْمِيرُ عَلَى كُلِّ نَاكِيبٍ

حضور علیہ السلام نور خدا تھے ہدایت والے اور ہر نافرمان کو ہلاک کرنے والے

تکوار کی صورت تھے۔ (قصیدہ الطیب الغنم ص ۱۲)

زبان میری ہے بات ان کی

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

علم الحدیث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”حضور ﷺ کی ولادت کے وقت ایک نور چمکا جسکی بدولت آپ کی

ملک شام کے شہر روشن ہو گئے“ (تفسیر عزیزی جلد ۲ ص ۲۱۹)

خدا را ذرا غور کیجئے

کارکن کرام! مندرجہ بالا عبارات و اقتباسات کا بار بار مطالعہ فرمائیں

اور اللہ تعالیٰ عقل سلیم کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

☆ ”نور مصطفیٰ کے منکرین میں اپنے ان اکابر پر کوئی فتویٰ صادر کرنے کی ہمت

نہیں کر سکتے تھے تو پھر اہل سنت و جماعت کو بھی معاف کر دیا جائے۔ اور اس

نور کا مذاق کا نشانہ بنا کر ان کے جذبات سے نہ کھیلیں بلکہ ذرا اعلیٰ

نظر سے ان کی نظری کا ثبوت دیتے ہوئے جملہ عالم اسلام کے ”نظریہ نور“ کی

حقیقت کو قبول کر لیں، آخر وہ بھی تو حضور پر نور علیہ السلام کا کلمہ پڑھتے

ہیں ان کی شان و عظمت کو سلام نیاز پیش کرنا ان کے ایمان کا بھی تقاضا ہے

اور ان کے لیے یہ سوچنا ان کا اولین فریضہ ہے۔

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

ناطقہ سر بگربیاں ہے

ان لوگوں نے اپنے اکابر کی ان جلی تحریروں سے چشم پوشی کرتے ہوئے

نور محمدی ﷺ کی شان نورانیت کا انکار اپنا شیوہ حیات بنا رکھا ہے وہ

زبان میری ہے بات ان کی

نجانے کس منہ سے اپنے اکابر کو ”نور مجسم“ مانتے ہیں۔ ورطہ حیرت میں کم دینے والی یہ عبارت مولانا عاشق الہی میرٹھی کے قلم کا شاہکار ہے۔ وہ رشید احمد گنگوہی کی ”شان نور“ بیان کرتے ہیں۔

☆ ”پس بے نظیر شیخ وقت اور بے عدیل قطب زماں کی سوانح کی لکھے تو کیا لکھے بھلا جس ”مجسم نور“ سرتا پاکمال کا عضو عضو اور رواں رواں ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو سکے۔ اس کوئی محاسن بیان کرے تو کیا کرے“ (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۳)

انہی کی ”شان نور“ میں محمود الحسن شیخ الہند کا مرثیہ ملاحظہ فرمائیے
چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی اس ”نور مجسم“ کے کفن میں وہ عریانی

تمام دیوبندی حضرات حضرت میاں شرف پوری قدس سرہ کا یہ ارشاد بڑے ذوق سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری ہیں ان میں سے ایک انور شاہ صاحب ہیں“ (عبارات اکابر ص ۲۷)

☆ ”مولوی خلیل احمد کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مولانا خلیل

صاحب تو نور ہی نور ہیں ان میں نور کے سوا کچھ نہیں“ (تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۹)

☆ ”مولوی احمد علی لاہوری کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ

انوار میں سے ایک نور تھے“ (رسالہ خدام الدین لاہور ۲۳ مئی ۱۹۹۲)

اب ہم اہل انصاف سے التماس ضرور کریں گے کہ جب حضور ﷺ

”نور مجسم“ نہیں اور اللہ کی طرف سے نور نہیں تو یہ دیوبندی اکابر کیسے نور

گئے۔ دل سے پوچھئے اور فیصلہ دیجئے ورنہ جو چپ رہے گی زبان خنجر

پکارے گا آستیں کا۔

زبان میری ہے بات ان کی

باب سوم

تو زندہ ہے واللہ

زبان میری ہے بات ان کی

تو زندہ ہے واللہ

صحابہ کرام سے لے کر آج تک سب ہدایت مآب لوگوں کا مسلہ یہ ہے کہ حضور فخر کائنات جان حیات ﷺ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اپنی انور میں زندہ جاوید ہیں۔ درود و سلام سنتے ہیں۔ فریاد سنتے ہیں اور غلاموں کی امداد فرماتے ہیں۔ آیات ربانی اور احادیث نبوی کی روشنی میں اہل سنت و جماعت نے اس عقیدہ حسنہ کو متعدد بار ثابت کیا ہے۔ ہر دور کے جلیل القدر ائمہ اور رفیع المرتبت صوفیہ نے اپنے علم و تحقیق اور فکر و مشاہدہ سے اسے ثابت کیا، اوروں کو بھی اس کے جلوے دکھائے۔ اب کیا کیا جائے عقل نارسا کا اس نے کچھ دماغوں میں کچھ اس طرح رسوخ پیدا کر لیا ہے کہ وہ ہر حقیقت سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم اس باب میں ان کو ان حقائق کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں جو ان کے اپنے مقتدر علما کے فکر و نظر کا نچوڑ ہیں، کیا وہ اب پر بھی کفر و شرک کا وہی فتویٰ لگانے پر تیار ہیں جو تمام عالم اسلام پر لگا رہا ہے۔

مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

امام الوہابیہ مولانا وحید الزماں صاحب ارقام فرماتے ہیں۔

زبان میری ہے بات ان کی

"پسرا قول مختار ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ غیر اللہ کا وسیلہ نہ ہو تو پھر زندوں کے اختصاص کی کوئی دلیل ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں نبی ﷺ کیساتھ تو سل منع ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ اور حضرت عباسؓ کیساتھ تو سل لوگوں کے ساتھ ان کا دعا کرنا تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ایسے ہی شہداء اور صالحین کی قبروں میں زندہ ہیں اور بیشک ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ پر دعویٰ کیا تھا کہ اس سے سوائے اس کے کوئی چیز ثابت نہ کر سکے۔ ابن تیمیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے استعانت جائز نہیں لیکن وہ عبادت کے معنوں میں نہیں بلکہ آپ کے ساتھ تو سل جائز ہے" (ہدیہ المہدی ص ۹۳ مطبوعہ فیصل آباد)

"دعا لغوی ندا کے معنوں میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لئے جائز ہے۔ خواہ اللہ کو پکارا جائے خواہ فوت شدہ کو برابر ہے۔ اس کا ثبات نابینا کی حدیث میں ہے۔ یا محمد انی اتوجه بک الی ربی دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ اللہ اللہ فی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا انہوں نے کہا اللہ اللہ ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا یا عمرہ یا عمرہ! (الروایۃ روایت ابن حیان نے کی ہے۔ سید نے بعض تالیفوں میں کہا!)

قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

ابن قیم مددے قاضی شوکان مددے

(ہدیہ المہدی ص ۵۰)

"رسول اللہ یاعلیٰ یا غوث تو اس اکیلی ندا سے ان پر شرک کا حکم

زبان میری ہے بات ان کی

نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جاسکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو فلاں ابن فلاں کہتے ہوئے پکارا تھا۔ (ایضاً ص ۵۱)

☆ فوت شدگان قبروں میں زائرین کا کلام و سلام سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان پر کس نے سلام بھیجا ہے۔ اور جو ان کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور آپس میں انس محسوس کرتے ہیں اور ان میں سے بعض قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں زائرین کو پہچانتے ہیں اور ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ نعمتیں دیئے جاتے ہیں۔ اور لباس پہنتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور جنت کا پانی پیتے ہیں اور زائرین کے احوال کو جانتے ہیں۔ اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (ایضاً ص ۱۱۳)

☆ ”عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں نے استعانت میں زندوں اور مردوں کا فرق کیا ہے۔ اور گمان کیا ہے کہ جو امور بندوں کی قدرت میں ہیں ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں البتہ انہیں امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے۔ حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مردوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شریک بنانا ہے نہ کہ اللہ کا“ (ایضاً)

☆ ”صنم اور وثن کا حکم الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اجتناب اور انہیں توڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص ان سے سوال کرتا ہے اگرچہ چیز مانگے جو زندوں سے مانگی جاتی ہے وہ ان کی تعظیم کرتا ہے اور ہم اس سے پہلے بتا چکے ہیں کہ ملائکہ انبیاء اولیاء اور وہ شعائر جن کی عزت ہمارے دین میں باقی ہے۔ ان کے علاوہ جن چیزوں کی مشرک عبادت کرتے ہیں ان کی معمولی

زبان میری ہے بات ان کی

اعظیم بھی کفر ہے۔ انبیاء اولیاء کی روحیں اصنام اور اوٹان کے قبیلے سے نہیں ہیں بلکہ یہ ملائکہ کے قبیلے سے ہیں۔ یا ان سے اعلیٰ ہیں۔ لہذا ان ارواح کو فرشتوں پر قیاس کیا جائے نہ کہ اصنام اور اوٹان پر جو سراپا نجاست ہیں“ (ہدیہ اسی ص ۲۷)

حافظ ابن قیم کا فیصلہ

اہل حدیث غیر مقلدین کے مسلمہ امام حافظ ابن قیم نے ایک روایت لکھی ہے۔ جس میں حضرت شبلیؒ نماز کے بعد آیت ”لقد جاءکم رسول“ کے بعد ”صلی اللہ علیک یا محمد“ پڑھتے تھے حضور ﷺ نے خواب میں حضرت شبلیؒ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (جلاء الافہام ص ۳۶۰ مطبوعہ امرتسر)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مہمانی جناب مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”حیات نبوی ﷺ دائمی ہے۔ ممکن نہیں کہ آپ کی حیات زائل ہو جائے اور حیات مومنین عرض ہے۔ زائل ہو سکتی ہے“ (آب حیات ص ۱۳۴)

☆ ”اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء بدستور زندہ ہیں“ (آب حیات ص ۳۶)

☆ ”یعنی سلامت جسد نبوی اور حرمت نکاح ازواج مطہرات اور عدم توریث اموال مقبوضہ حضرت محمد ﷺ میں اگر غور کیا جائے تو ایک وہی حیات ہے اور کوئی امر مذکورہ میں سے ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ یہ کہ ہو تو سکتا ہے پر نہیں ہے“ (آب حیات ص ۲۹)

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر“
اس میں انقطاع یا تبدل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا“ (آب حیات ص ۲۷)

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ۸ مطبوعہ ملتان)

مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مولانا سید انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے۔
☆ ”بیشک تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے
ہیں۔ معنی اس حدیث کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح عبادات طیبہ اور
افعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عبادات
کرتی ہیں جس طرح ظاہری حیات میں نماز روزہ حج وغیرہ کرتی تھیں اور
اسی طرح ان کے تابعین کا حال ہے مراتب کے مطابق“ (فیض الباری شرح
بخاری جلد ۲ ص ۶۴)

مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ

مولوی زکریا سہارنپوری صاحب فرماتے ہیں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اسی طرح اخیر تک السَّلَامُ
کیساتھ الصَّلَاةُ کا لفظ بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۲۸)

زبان میری ہے بات ان کی

محمد یعقوب نانوتوی کا فیصلہ

دیوبند کے قطب الاقطاب مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحب بارگاہ
رسول میں عرض کرتے ہیں۔

کن بر من خستہ جگر یا رحمۃ للعالمین ہم از سر لطف یا رحمۃ للعالمین
کاش ازیں ہفتہ عشرہ ماندے بردرت سالے و ماہے یا رسول

(سیرت یعقوب و مملوک ص ۸۳)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فیصلہ

وکیل دیوبند مولانا خلیل احمد انبیٹھوی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو ہمارے مشائخ کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ نبی ﷺ اپنی قبر شریف
میں زندہ ہیں اور جہاں جیسے چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف فرماتے
ہیں“ (المحمد عقائد دیوبند ص ۶۸)

علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابی کو یہ دعا سکھائی ”اے اللہ میں تجھ سے
حوال کرتا ہوں اور تیرے نبی نبی رحمت محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے تیری
طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد ﷺ میں اپنی حاجت کے پورا ہونے کے لئے
آپ کی طرف متوجہ ہوں۔ اے اللہ حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما“
(مجموع الفتاویٰ جلد ۱ ص ۲۶۷) قاعدہ جلیلیہ فی التوسل ص ۹۷ علامہ ابن
تیمیہ نے اس حدیث کو دو سندوں سے صحیح کہا ہے یاد رہے کہ اس حدیث پر

زبان میری ہے بات ان کی

صحابہ کرام حضور کی حیات ظاہری کے بعد بھی عمل کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کا توسل پیش کرتے رہے حضور کو ”یا محمد کہہ“ کر پکارتے رہے

قاضی شوکانی کا فیصلہ

الحدیث کے نہایت معتمد امام قاضی شوکانی نے اپنے رسالہ ”الدر النضید“ میں لکھا ہے۔

☆ ”حضور اکرم ﷺ سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہے اور وصال کے بعد بھی آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی“ (تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی جلد ۳ ص ۲۸۲)

☆ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيَّ ”بَعْدَ وَفَاتِهِ“ حضور اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔ (نیل الاوطار ص ۱۲۳)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے متفقہ مجدد و مفکر علامہ صدیق حسن بھوپالی بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

يَا سَيِّدِي يَا عُرْوَتِي وَ سَيِّلَتِي يَا غَدَتِي فِي شِدَّةٍ وَ رَخَاءٍ قَدْ جِئْتُ بِابِكَ ضَارِعًا مُتَفَرِّعًا مَتَاوَاهَا يَتَنَفَّسُ صَعْدَاءُ مَالِي وَرَاءَكَ مُسْتَغَاثٌ فَلَرَحْمَنُ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ بُكَائِي

ترجمہ: اے میرے آقا! میرے سہارے میرے وسیلے سختی اور نرمی میں میرے کام آئیوالے میں آپ کے دروازے پر ذلیل ہوں، گڑگڑا رہا ہوں۔ میری سانس پھولی ہوئی ہے۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں جس سے مدد مانگی

زبان میری ہے بات ان کی

جائے۔ اے رحمۃ للعالمین میری آہ و فغاں پر رحم فرمائیے۔ (حاشیہ ہدیہ المحدثی ص ۲۰)

ابن محمد بن عبد الوہاب نجدی کا فیصلہ

☆ ”انہ جی“ فی قبرہ حیۃً مستقرۃً اَبْلَغُ مِنْ حَيَاتِ الشُّهَدَاءِ یعنی حضور اپنی قبر مبارک میں حیات مستقرہ کے ساتھ زندہ ہیں جو شہیدوں کی حیات سے ابلغ ہے“ (اتحاف النبلاء ص ۴۱۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

آل دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

يَا حَبِيبَ الْاَلَةِ خُذْبِيْدِي مَا لِعَجْزِي سِوَاكَ مُسْتَنْدِي كُنْ رَحِيْمًا لِذَلَّتِي وَاشْفِعْ يَا شَفِيعَ الْوَرَى اِلَى الصَّمَدِ اغْتَصَامِي سِوَى جَنَابِكَ لِي لَيْسَ يَا سَيِّدِي اِلَى اَحَدٍ ترجمہ: اے محبوب خدا میری دستگیری فرمائیے میرے عجز کا آپ کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ آپ میری خطا پر رحم کیجئے اور مخلوق کی شفاعت کرنے والے بارگاہ خدا میں شفاعت فرمائیے حضور آپ کے دربار کرم کے سوا میرا کوئی آسرا نہیں۔ (پھر صحابہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں) عاجز و مضطر کیلئے اللہ مدد طلب کریں اور آپ مدد کے لئے تیار ہو جائیں۔ (حضان التہمیل ص ۱۷۲ مطبوعہ دہلی)

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْبِيْدِي اَنْتَ فِي الْاِضْطَرَارِ مُعْتَمِدِي لَيْسَ لِي مَلْجَأٌ سِوَاكَ اَعِثْ مَسْنِي الضَّرُّ سَيِّدِي سَنَدِي

زبان میری ہے بات ان کی

غَشَّيَ اللَّهُ يَا أَبْنِ عَبْدَ اللَّهِ
لَيْسَ لِي طَاعَةٌ وَلَا عَمَلٌ
يَا رَسُولَ اللَّهِ بَابُكَ لِي
دُشْغِيرِي كَيْجِي مِيرے نبی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس
میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول

(نشر الطیب فی ذکر حبیب ص ۱۶۳ مطبوعہ دیوبند)

مولانا ظفر علی تھانوی نے جب حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو
حضور اکرم ﷺ کا سلام پہنچایا تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور بے ساختہ
زبان سے نکل گیا وعلیک السلام یا نبی اللہ (حیات اشرف ص ۱۰۲) نیز فرماتے
ہیں ”یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ
سے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ (شکر اسمعہ ص ۱۸)

حاجی امداد اللہ کی کا فیصلہ

تمام علمائے دیوبند کے مرشد گرامی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ
الرحمۃ بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

زبان میری ہے بات ان کی

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

(گلزار معرفت ص ۴۴ مطبوعہ دیوبند)

☆ فرماتے ہیں ”فقیر مرثا نہیں ہے ایک مکان سے دوسرے مکان میں
انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات
سے ہوتا تھا۔ کیونکہ میں نے اپنے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا تھا
جو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔ (امداد المصنق ص ۱۱۳)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

امام الوہابیہ مناظر اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی حضور مشکل
کشائے دو جہاں ﷺ کے حضور فریاد کر رہے ہیں۔

اے کالی کملی والے آقا ذرا خبر لے
منجھ دھارہ میں ہے بیڑا خیر الانام اپنا
اے ناخدائے امت اب آن کر ترادو
عالم سے ورنہ شہا ہوتا ہے نام اپنا

(رسالہ الحمدیث امرتسر ص ۶ جولائی ۱۹۱۶ء)

حسین احمد مدنی کا فیصلہ

محدث دارالعلوم دیوبند حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”وہابیت کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں۔ اور ان کا استہزا اڑاتے ہیں اور برے کلمات کہتے ہیں حالانکہ ہمارے علماء اس صورت کو اور تمام درود کو اگرچہ بخطاب و ندا کیوں نہ ہو مستحسن جانتے ہیں“ (شہاب ثاقب ص ۶۸)

مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ

آپ خلائق کو فیض اور نفع پہنچانے میں مثل سمندر ہیں اسی طرح جناب رسالت مآب ہر مستفیض کو اسکے کمالات ظاہر و باطن میں بدرجہ کمال پہنچا دیتے ہیں اور بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں۔ (عطر الوردہ ص ۲۹)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

مسئلہ حیات النبی کے لئے اب ہم ان شخصیات کے فیصلے رقم کر رہے ہیں جن کی علمی و فکری تحقیقات پر سب کے اکابر و اصاغر مکمل اعتماد کرتے ہیں اور جن کی دینی خدمات کو سب تاریخ اسلام کا سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

☆ ”آپ نے سنا ہوگا کہ الْأَنْبِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي قُبُورِهِمْ سَبَّحْنِي قُبُورِي میں نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے پیغمبر ﷺ معراج کی رات جب حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی وقت آسمان پر پہنچے تو ان کو وہاں پایا۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب و غریب ہیں“ (مکتوب ۱۶ دفتر دوم)

زبان میری ہے بات ان کی

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

☆ ”انبیاء کرام کی حیات پر سب علماء کرام کا اتفاق ہے کسی ایک کو بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور حیات جسمانی، دنیاوی اور حقیقی ہے۔ نہ کہ روحانی و معنوی۔ (مکاتیب شیخ بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۶۱)

☆ ”مذہب کی کثرت و اختلاف کے باوجود اس مسئلہ میں کسی ایک کو بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ حقیقی زندگی کے ساتھ بلا شائبہ مجاز اور بلا توہم و تاویل زندہ دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت متوجہان آں حضرت کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔ (اینا)

☆ ”اس جگہ معلوم ہوا کہ حیات انبیاء جسمی و دنیاوی ہے نہ بجزد اور بقائے ارواح (مدارج النبوة قاری جلد ۲ ص ۹۲۰)

☆ ”انبیاء کرام کو موت نہیں وہ زندہ اور باقی ہیں۔ ان کے واسطے وہی ایک موت ہے جو ایک دفعہ آچکی۔ اسکے بعد انکی روحوں بدن میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو حیات ان کی دنیا میں تھی وہی عطا فرما دیتے ہیں“ (تجلیل الایمان ص ۵۸)

قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں۔

☆ ”بیشک اللہ انبیاء کرام صدیقین شہداء اور اولیاء کی ارواح کو جسموں

زبان میری ہے بات ان کی

کی قوت عطاء فرماتا ہے۔ تو وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں“ (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲)

☆ ”حیات انبیاء حیات شہداء سے بہت زیادہ قوی اور شدید ظہور والی ہے“ (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲)

حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

☆ ”یشک انبیاء کرام مرتے نہیں اور یشک وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین ص ۲۸)

خدا را ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات و حوالجات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حیات النبی کی حقانیت پر تمام مسالک و مذاہب کے اکابر متفق ہیں۔ اور بقول حضرت محدث دہلوی اتنے اختلافات کے باوجود اس مسئلہ پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ نیز یہ کہ آپ کبار گاہ اقدس کا توسل جائز ہے۔ امت مرحومہ نے ہمیشہ آپ کے دربار میں فریاد کی اور آپ نے سنی اور مشکل آسان کر دی، ایسے حسین واقعات سے تمام فریقوں کی کتابیں لبریز ہیں۔ پھر نجانے کیا قیامت ہے کہ اہل سنت و جماعت کے علاوہ مذکورہ کوئی فرقہ اس مسئلہ کو کھل کر بیان نہیں کرتا۔ یا رسول اللہ یا نبی اللہ خود کہنا تو دور کی بات ہے۔ جو کہتا ہے اس کو بھی توحید کا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ مسجدوں میں ان مبارک کلمات

زبان میری ہے بات ان کی

کا لکھنا حرام تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ موقع ملنے پر مٹا دیا جاتا ہے۔ آج کل جو کتابیں چھپ رہی ہیں وہ سب تقویۃ الایمانی توحید کی عکاس ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ ایک دیوبندی شیخ پیر شیر احمد صاحب کا مشاہدہ ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ”اس حقیر فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ جس فرد نے حضور سرور کائنات ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ حرف ”یا“ لکھا یا پڑھا، بعض مسلمانوں نے بغیر کسی تحقیق کے اسے مشرک قرار دے دیا اور اس کی تکفیر کی، حالانکہ بوجہ عدم تحقیق کے ایسے لوگ ارشاد رسول کریم ﷺ کے مطابق کفر کے مصداق بن سکتے ہیں“ (یا حرف محبت ص ۳۶)

☆ ”ہر دو مسالک کے اولیائے کرام کا حرف ”یا“ کے ساتھ ذوق و شوق دیکھ کر ان پاکیزہ مسلمانوں کو مشرک نہ کہیں“ (ایضاً ص ۳۸)

اس کتاب میں فاضل مولف نے دیوبندی اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں یا رسول اللہ کہنا ثابت کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہٹ دھرمی میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ اگر یہ لوگ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہیں تو حضور جان حیات ﷺ کو قبر انور میں زندہ جاوید جان کر پکاریں، اگر یہ پکار نصیب نہیں تو پکارنے والے کو کافر و مشرک نہ کہیں اگر یہ سودا بھی قبول نہیں تو پھر اپنے اکابر کو بھی کافر و مشرک سمجھا کریں۔ لیکن ان کی غفلت خود سر کے اونٹ کی کوئی کل سیدھی ہے۔ شاید ان کو بھی معلوم نہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے

ہم جب دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کی کتابیں پڑھتے ہیں تو حیران و

زبان میری ہے بات ان کی

پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ لوگ کیا ہیں، ہم حضور سرور کائنات ﷺ کو زندہ جاوید مانیں تو کفر ہو جاتا ہے۔ اور خود اپنے بزرگوں کے بارے میں ان کا یہی موقف ہے۔ مثلاً ہمارے ولی نعمت حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو یہ لوگ بھی اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت مجدد نے اپنے مزار اقدس سے دست انور باہر نکالا اور سلمان منصور پوری کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا بیٹھ جاؤ تمہارے ساتھ کوئی پردہ نہیں، یہ واقعہ کرامات اہل حدیث میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بس سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مجدد رضی اللہ عنہ قبر انور میں زندہ ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیوں زندہ نہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مجدد کو جو بھی شان ملی ہے دربار رسالت کی خیرات سے ملی ہے۔ ان لوگوں نے دربار رسالت کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ پھر یہ سوال بھی ہے کہ حضرت مجدد کے دربار کی طرف سفر کرنا کیسا ہے۔ اب ”لائشد الرحال“ کا مسئلہ کدھر گیا۔ لگتا ہے ان لوگوں کی تمام تر توجہ اسی طرف مبذول ہے کہ امت مسلمہ کو اس کے چارہ ساز کی بارگاہ سے دور کیا جائے۔

باقی رہی ہمارے دیوبندی حضرات کی بات تو ان کے اکابر کی حیرت انگیز کرامات سے ان کی کتابیں اٹی پڑی ہیں۔ وہ اپنے پیروں کو قبروں میں زندہ سمجھتے ہیں، مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ فریاد رس سمجھتے ہیں۔ یہ شعر پڑھئے۔

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(امداد السلوک ص ۱۶۵ از گنگوہی سلاسل طیبہ ص ۱۲۲ از حسین احمد مدنی)

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں گے یا رب

زبان میری ہے بات ان کی

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۹)

قبر سے اٹھ کر پکاروں جو رشید و قاسم

بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں

(مدحیہ گنگوہی ص ۷)

حضرات والا فکر و نظر کے افلاس کا اور کیا رونا رویا جائے۔ اگر یا رسول اللہ کہا جائے تو شرک ہے۔ توحید کی عمارت خطرے کی زد میں ہے۔ اسلام میں رخنہ پڑ رہا ہے اور جبکہ قیام محشر کے موقع پر بھی قبر سے اٹھتے ہی زبان پر مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی کے نام کی حسرت ہے۔ کیونکہ عقیدہ یہ ہے کہ ان ناموں کی برکت سے مالک جہنم اور رضوان جنت لبوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ کون کہہ رہا ہے ان کا شیخ الہند مترجم قرآن محمود الحسن کہہ رہا ہے۔ مولانا محمود الحسن کا ”مرثیہ گنگوہی“ پڑھنے کے لائق ہے۔ مرثیہ نگاری میں وہ شیعہ حضرات کے غلو کو بھی مات دے گئے ہیں لیکن ان کی مذمت میں کوئی زبان نہیں کھلتی، ہم لوگ اپنے گھروں سے نکل کر علی پور شریف، چورہ شریف، سیال شریف اور شریفور شریف چلے جائیں تو قیامت آ جاتی ہے۔ محمود الحسن صاحب کعبہ شریف جا کر بھی گنگوہ کا راستہ پوچھ رہے ہیں۔ گویا ان کیلئے جو قرار گنگوہ میں ہے وہ کعبہ شریف میں کہاں؟ کہتے ہیں بلکہ روتے کر لاتے ہیں۔

پھرے ہیں کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ شریف)

زبان میری ہے بات ان کی

اس مرثیے میں مولانا گنگوہی کو ”غوث اعظم“ یعنی سب سے بڑا فریاد
 رس اور ”بانی اسلام کا ثانی“ کہا گیا ہے۔ جبکہ ان کے ”عبید اسود“ یعنی کالے
 کلوٹے غلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی قرار دیا گیا ہے۔ اور ان کی
 قبر کو کوہ طور سے تشبیہ دے کر ارنی ارنی (مجھے اپنا جلوہ دکھا) کی فریاد کی ہے
 کدھر ہیں دولت توحید کے پاسدار دیکھتے کیوں نہیں، شیخ الہند کا قلم تو ہر چیز کو
 جلا کر خاکستر کر رہا ہے۔ آف

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا



باب چہارم

محبوب دانائے غیوب

محبوب دانائے غیوب

ایک آدمی خدا کو ”واحد“ مانتا ہے مگر ”ایک“ نہیں مانتا سب اسے کہیں گے کہ اسے کیا ہو گیا ہے لفظ کو مان کو معنی کا انکار کر رہا ہے۔ ایسے ہی وہ آدمی ہے جو نبی کو نبی مانتا ہے مگر ”غیب دان“ نہیں مانتا۔ جس طرح واحد کا معنی ایک ہے۔ ویسے ہی نبی کا معنی ہے۔ ”غیب دان“ اللہ کی عطا سے غیب جاننے والا غیب کی خبریں بتانے والا لیکن کیا کیا جائے عقل عیار کا اس کا اصرار ہے کہ نبی کے عطائی علم غیب کی بھی دہائی نہ دی جائے۔ ہمارے دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کے عام خطباء اپنے خطبوں اور وعظوں میں جگہ جگہ یہی آگ لگا رہے ہیں۔ جو آدمی بھی محبوب دانائے غیوب ﷺ کے عطائی علم غیب کا بھی اقرار کرتا ہے وہ کافر و مشرک ہو جاتا ہے یہ تقویۃ الایمانی توحید کا فیض ہے جو ان کے لبوں پر خندہ زن ہے۔ حالانکہ وہ نادان دوست نہیں جانتے کہ ان کے بہت سے اکابر نے اس عقیدے کو کھل کر بیان کیا ہے۔ ہم ان کے فیصلے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں آپ بھی تحقیق کریں اور ان پر وہی فتویٰ لگائیں جو ہم پر لگاتے ہیں ورنہ ہمیں بھی معاف کر دیں کیونکہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

حاجی امداد اللہ کی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے روحانی مفیض و مربی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے“ (شام امدادیہ ص ۱۱۵)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا فیصلہ

☆ دیوبند کے قاسم العلوم و الخیرات مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ارشاد ہے۔ ”علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ ﷺ میں مجتمع ہیں“ (تخذیر الناس ص ۴)

مفتی محمد شفیع کراچی کا فیصلہ

☆ آل دیوبند کے مفسر قرآن مولانا محمد شفیع کراچی کا فرمان ہے۔ ”جناب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ آپ غیب جانتے تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امور غیب کا بہت بڑا علم دیا تھا جو انبیاء میں سے دوسرے کو نہیں“ (معارف القرآن ج ۷ ص ۷۹۶)

مولوی خلیل احمد انبٹھوی کا فیصلہ

☆ وکیل دیوبند مولوی خلیل احمد انبٹھوی کا ارشاد ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”وَلَقَدْ اعْطَىٰ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ حُضُورِ أَكْرَمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ (المحمد ص ۳۱)

شیخ عبدالعزیز بن باز کا فیصلہ

☆ غیر مقلدین کے امام شیخ عبدالعزیز بن باز لکھتے ہیں
”تمام امور غیب اور تمام امور جنگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کیسا تمہ ایمان لانا بھی انہی اصولوں کے برگ و بار ہیں ان چھ اصولوں سے متعلق کتاب و سنت کے دلائل بہت زیادہ ہیں“ (فتاویٰ و تنبیہات ص ۳۵)

مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ

☆ آل دیوبند کے شیخ مولانا حسین احمد مدنی کا ارشاد ہے۔
”علم احکام و شرايع و علم ذات و صفات و افعال جناب باری عز اسمہ و اسرار حقانی کونیہ و غیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ رتبہ ہے کہ نہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا۔ اور ماسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عز اسمہ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم و دیگر کمالات میں نہیں“ (شہاب ثاقب ص ۶۷)

مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

☆ دیوبند کے مفسر قرآن مولانا شبیر احمد عثمانی وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِين کے تحت ارقام فرماتے ہیں۔
”یعنی ہر پیغمبر ہر قسم کے غیب کی خبر دیتا ہے ماضی کے متعلق ہو یا

☆ قبل سے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا“ (حاشیہ بر قرآن)

مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ

☆ شارح قصیدہ بردہ شریف مولانا ذوالفقار علی صاحب فرماتے ہیں۔
”من جملہ آپ کے علوم و معلومات کے علم لوح و قلم ہے“ (عطر الوردہ ص ۱۰۳)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ

☆ ہندوستان میں وہابیت و دیوبندیت کے ناخدا جناب اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کیلئے دورہ کا شغل کرے“ (سراج المستقیم ص ۱۱۷)

مولوی سرفراز گکھڑوی کا فیصلہ

☆ عہد حاضر میں دیوبند کے ترجمان مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔
”اور مطلب یہ ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کو تمام وہ جزئی اور کلی علوم حاصل ہو گئے تھے جو حق تعالیٰ کے نزدیک آپ کی شان اقدس کے لائق اور مناسب تھے“ (ازالہ الريب ص ۱۳۸)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

آئیے اب ان بلند پایہ شخصیات کے نظریات کا مطالعہ کیجئے جن کے علم و فکر پر سب دیوبندی غیر مقلد اور اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

حضرت شیخ محدث دہلوی کا فرمان ہے کہ

☆ ”حضور اکرم ﷺ تمام چیزوں کو جاننے والے ہیں۔ آپ نے اللہ کی شادوں اور ان کے احکام اس کی صفات اور اسکے اسما اور افعال اور آثار اور جمیع علوم اول و آخر اور ظاہر و باطن کا احاطہ فرمالیا ہے“

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا:

☆ ”علم غیب جو اسکے ساتھ مخصوص ہے اپنے خاص رسولوں کو اطلاع بخشتا ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۳۱۰)

☆ ”حروف مقطعات قرآنی سب کے سب حالات کی حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز اور اشارے ہیں جو محبت اور محبوب کے درمیان وارد ہیں اور کون ہے جو ان کو پاسکے“ (دفتر سوم مکتوب ۱۰۰) حدیث نفیس ہے انا سید ولد ادم فعلمت علم الاولین و لاخرین میں بنی آدم کا سردار ہوں میں نے پہلوں اور پچھلوں کا علم جان لیا“ (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

☆ شیخ المحققین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے“ (فیوض الحرمین ص ۶۱)

قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

☆ ”وَعَلَّمَكَ الْغُلُومَ بِالْأَسْرَارِ وَالْمُغَيَّبَاتِ“ اور آپ کو اسرار اور مغیبات کے علوم سکھائے“ (تفسیر مظہری)

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

☆ شیخ المحدثین شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”حضور ﷺ اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کسی درجہ میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور کون سا حجاب اسکی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجوں کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو پہچانتے ہیں لہذا ان کی گواہی دنیا میں بجگم شرح امت کے حق میں قبول اور واجب عمل ہے“ (تفسیر عزیزی جلد ۱ ص ۲۳۶)

☆ جو چیز تمام مخلوق سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کا وقت باری تعالیٰ کے تکوینی اور تشریعی احکام اور جیسے اللہ کی ذات و صفات کے تفصیلی حقائق اس قسم کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس وہ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اسکے جس کو وہ پسند کرے وہ رسول اوتار ہے“ (تفسیر عزیزی)

زبان میری ہے بات ان کی

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

بحر العلوم مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ
 ☆ ”حضور ﷺ نے فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ
 شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں سنتا
 تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا“ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ ص ۹۷)

ملا احمد جیون کا فیصلہ

اورنگ زیب کے استاد گرامی حضرت ملا احمد جیون نے فرمایا:
 ☆ ”ان پانچوں علموں کا اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں لیکن یہ جائز ہے
 کہ اللہ اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جسے چاہے سکھا دے۔
 خبیر بمعنی مخبر (خبر دینے والا) ہے“ (تفسیرات احمدیہ ص ۳۹۷)

خدارا ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات و مقامات کی سیر کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کو بالخصوص اور دیگر محبوبان
 گرامی کو بالعموم علوم و اسرار کے بے بہا خزانے عطا فرمائے ہیں ان کو تسلیم کرنا
 ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کو تسلیم کرنا ہے۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو

سرکار کی جو شان ہے بیشک عطائی ہے

اتنی سیدھی بات بھی اگر کسی کج فہم کے ذہن میں نہیں سمائی تو اسے پوری

زبان میری ہے بات ان کی

امت مرحومہ کو کافر و مشرک کہنے کی بجائے اپنی کج فہمی کا علاج کروانا چاہیے
 اگر یہ بھی منظور نہیں تو اپنے اکابر کو بھی کافر و مشرک کہنا چاہیے ہے کوئی میدان
 کا غازی جو جرأت رندانہ سے کام لیتے ہوئے اپنے مسلک کے ستونوں کا کام
 تمام کر دے لیکن ایسا کوئی نہ کرے گا۔

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ناطقہ سر بگمربیاں ہے

حضور سرور کائنات ﷺ اور دیگر محبوبان پاک کے ”عطائی علم غیب“ کا
 شدید انکار کرنے والے اور اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں گلہ پھاڑ پھاڑ کر اس
 عقیدہ حسنہ کو شرک و کفر کی بھینٹ چڑھانے والے جب ماننے پہ آتے ہیں تو
 اپنے ہر مولوی اور ہر پیر کے علم غیب کو مان لیتے ہیں۔ کوئی ایک واقعہ ہو تو
 بیان کیا جائے۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے جس کا
 خلاصہ یہ ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر کئی کے ایک مرید کا آگبوٹ گرداب میں
 پھنس گیا، اس نے گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا، آگبوٹ بچ
 گیا، ادھر مخدوم جہاں ایک خادم سے بولے کہ میری کمر دباؤ درد کرتی ہے۔
 پوچھنے پر فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا
 ہسانی تھا۔ اس کی گریہ زاری نے مجھے بے چین کر دیا، آگبوٹ کو کمر کا سہارا
 دے کر اوپر کو اٹھالیا۔ جب آگے چلا تو بندگان خدا کو نجات مل گئی، اسی لئے
 پھسل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اسکا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ ص ۳۵)
 ذرا خیال فرمائیں علم غیب اور کس چیز کا نام ہے مرید خیال کرے پیر

زبان میری ہے بات ان کی

سیکڑوں میل دور سے جان لے پھر مشکل آسان کر دے یہی وہ باتیں ہیں جن پر شرک کا فتویٰ لگایا جاتا ہے مگر دوسروں پر اپنی باری ہر چیز درست نظر آتی ہے۔ اسی طرح ”اشرف السوانح“ میں ہے کہ ایک مجذوب غلام مرتضیٰ کے پاس مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے والدین حاضر ہوئے۔ اور اولاد نہ بچنے کی غمناک داستان بیان کی۔ مجذوب نے کہا تمہارے گھر دو بیٹے ہوں گے ایک اشرف علی ہوگا اور ایک اکبر علی ہوگا۔ ایک دین دار ہوگا اور دوسرا دنیا دار پھر ایسے ہو کر رہا۔ ہم پوچھتے تھے صاحب علم مافی الارحام تو آپ لوگ نبی کے حق میں بھی نہیں مانتے ایک مجذوب کے حق میں کیسے مان لیا۔ صرف اسی لئے کہ ہمارے حکیم الامت کی شان زمانے پر واضح ہو جائے کہ اولیاء کرام انکے ظہور مسعود کی بشارتیں سنایا کرتے تھے اس موضوع پر رئیس التحریر علامہ ارشد القادری صاحب کی کتاب زلزلہ اور زیر و زبر پڑھنے کے لائق ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے بارے میں ان حضرات کا یہ عقیدہ دیکھنے کے قابل ہے۔

”اس امر کی تصدیق بارہا لوگوں سے سننے میں آئی اور خود بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ جو بات دل میں لے کر آئے یا جو اشکال قلب میں پیدا ہوا قبل اظہار ہی اس کا جواب حضرت والا کی زبان فیض ترجمان سے ہو گیا۔ یا باطنی پریشانی کی حالت میں حاضر ہوئے تو خطاب عام میں کوئی بات ایسی فرمادی جس سے تسلی ہو گئی“ (اشرف السوانح جلد ۳ ص ۵۹)



باب پنجم

حاضر و ناظر

حاضر و ناظر

تمام امت محمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محبوب اگر صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور جب چاہتے ہیں غلاموں کو نوازنے کے لئے تشریف بھی لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اپنے محبوب کی سیرگاہ بنایا ہے۔ اس عقیدے پر کچھ لوگ طعن و تشنیع کے پتھر برسار رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ان پتھروں کا رخ ذرا ان ذوات شریفہ کی طرف بھی ہو جائے جن کو آپ کی جان مراد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مستند عالم اور قابل قدر مجدد مولانا صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”آنحضرت تمام حالتوں میں ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کے قرۃ العین ہیں۔ خصوصاً عبادتوں کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اسلئے بعض عارفوں نے فرمایا کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا النبی اسلئے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت در

زبان میری ہے بات ان کی

ذوات مصلیان موجود و حاضر است یعنی حضور نمازیوں کی ذوات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے نور اور معرفت کے رازوں سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعای فرستمت

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۳۵۹)

جناب نواب صاحب بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

يَا أَيُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِيعُ مَكَانُهُ

ضَاءٌ تَبْنُورُكَ سَاحَةُ التُّرَابِ

وَرَجَاءُ عَبْدِكَ مِنْ جَنَابِكَ سَيِّدِي

نَيْلُ الشَّفَاعَةِ زُبْدَةُ الْآلَاءِ

یعنی اے اونچے مکان پر چمکنے والے سورج، آپ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔ اے میرے سردار ”آپ کا بندہ“ آپ کی جناب میں شفاعت کا امیدوار ہے جو تمام امیدوں کی جان ہے“ (تاثر صدیقی جلد ۲ ص ۳۱)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دیوبند کے بانی مہمانی مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے“

(تجدیر الناس ص ۱۰)

زبان میری ہے بات ان کی

”فرماتے ہیں میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ تشریف لاتے ہیں اور اپنی دوائے مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر جاتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے میں اکثر یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے حضور ﷺ دوائے مبارک میں لئے رہتے ہیں اور الگ کرنا نہیں چاہتے“ (ارواح ۱۵ ص ۲۱۵) اسکے حاشیہ میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں ”یہ کشف صحیح ہے جس میں کوئی استعجاب نہیں“ (ایضاً ص ۲۱۵)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

دیوبند کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ”مرید یہ یقین سے جان لے کہ شیخ کی روح ایک ہی مکان میں مقید نہیں۔ مرید جہاں کہیں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ وہ شیخ سے دور ہے لیکن شیخ کی روحانیت دور نہیں ہے۔ جب یہ بات پکی ہے تو مرید کو چاہیے کہ شیخ کو ہر وقت یاد رکھے اور قلبی تعلق پیدا کرے اور ہر وقت فائدہ حاصل کرے“ (امداد السلوک ص ۱۰)

تمام علماء دیوبند کا فیصلہ

علماء دیوبند کے مصدقہ و مسلمہ رسالہ الحق پشاور میں لکھا گیا ہے۔

☆ ”یہ جان لینا چاہیے کہ تجسد ارواح ہمارے علماء دیوبند کے نزدیک حق ہے“ (رسالہ الحق اگست ۱۹۸۳ء ص ۴۵) پھر آگے ایک واقعہ لکھا ہے جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ ایک طالب علم پنجاب کے کسی شہر میں ایک مناظرہ میں پھنس گیا۔ وہ اس وقت بہت حیران پریشان اور لرزاں اور ترساں تھا کہ ایک

زبان میری ہے بات ان کی

فہم آ کر اس کے قریب بیٹھ گیا اور کہا کہ کسی قسم کا خوف دل میں نہ لاؤ اور مناظرہ کرو مناظرہ شروع ہوا تو اس نے ایسی باتیں کیں جو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ بالآخر مخالف مناظر نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لی۔ اور اس کے علم کا اعتراف کیا۔ شیخ الہند نے اس سے آئیو الے شخص کا حلیہ معلوم کیا تو اس نے اس کے خدو خال کا نقشہ کھینچا۔ حضرت شیخ الہند نے فرمایا یہ ہمارے سیدنا الامام الکبیر محمد قاسم نانوتوی تھے“ (الحق اگست ۱۹۸۳ء ص ۴۵ بحوالہ سوانح قاسمی جلد ۱ ص ۱۳۹) مناظر احسن گیلانی

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

☆ ”مولوی احمد حسن امر و ہوی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی کے درمیان جھگڑا تھا۔ اور مولوی محمود الحسن پہلے تو غیر جانبدار تھے۔ مگر بعد میں ایک طرف ہٹ گئے۔ اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔ اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا۔ مولانا حاضر ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا: پہلے میرا روٹی کا لبادہ دیکھ لو مولانا نے دیکھا تو تر تھا۔ اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا: کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہندو نضری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جس سے ایک دم پسینہ پھیل گیا اور میرا لبادہ تر ہو گیا اور فرمایا: کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے“ (ارواح ۱۵ ص ۲۲۲)

زبان میری ہے بات ان کی

مولانا انور کشمیری کا فیصلہ

شارح بخاری مولانا کشمیری فرماتے ہیں کہ

☆ ”امام شعرانی نے لکھا کہ بیداری میں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی اور پوری بخاری شریف آپ کو پڑھ کر سنائی۔ ان کے ساتھ ان کے آٹھ رفقا بھی تھے ایک حنفی تھا“ (فیض الباری جلد ۱ ص ۲۰۴)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب مسئلہ حاضر و ناظر کے ضمن میں متفقہ شخصیات کے نورانی فیصلے نقل کئے جاتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ

☆ ”نبی رنگ شبان میں ہے اور اپنی امت کی محافظت فرماتا ہے اور غفلت اس کے منصب نبوت کے شایان شان نہیں ہوتی“

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ نمازیوں کی ذوات میں موجود اور حاضر ہیں، پس مصلیٰ کو اس معنی سے آگاہ رہنا چاہیے اور اس شہود سے غافل نہ رہے۔ تاکہ وہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے منور اور فائز

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ..... اعمال امت پر حاضر و ناظر

☆ ”(مکاتیب شیخ بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۶۱)

حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا:

☆ ”إِنَّ الْفَضَاءَ مُمْتَلِئَةً بِرُوحِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهِيَ تَمُوجُ فِيهِ تَمُوجُ الرِّيحِ الْعَاصِفَةِ“ بیشک فضا حضور ﷺ کی روح مبارک سے بھری ہوئی ہے۔ اور روح مبارک اس میں تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے“ (فیوض الحرمین ص ۲۸)

☆ ”جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور روضہ مقدسہ کی زیارت کی تو حضور کی روح مبارک کو ظاہر و عیاں دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے معلوم کر لیا جو لوگ کہا کرتے تھے کہ حضور ﷺ ہزاروں میں بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کی امامت فرماتے ہیں اور ایسی ہی اور باتیں اس نازک مسئلہ کے متعلق ہیں“ (فیوض الحرمین ص ۲۷)

خدا را ذرا غور کیجئے

حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی عطائی شان حاضر و ناظر کے اثبات میں مذکورہ صدر عبارات کا بار بار مطالعہ کیجئے، ان کے علاوہ بھی امت محمدیہ کے جلیل القدر اماموں نے نہایت صراحت کیساتھ حضور کا یہ مقام بیان فرمایا ہے، لیکن اہل حدیث اور دیوبندی حضرات پھر شرک و کفر کے فتوے جڑنے سے باز نہیں

زبان میری ہے بات ان کی

آتے اس کی کیا وجہ ہے۔ ہمارا صرف یہی مطالبہ ہے کہ اپنے اکابر کی مذکورہ صدر تعلیمات سے چشم پوشی کیوں اختیار کی جاتی ہے۔ کیا یہ لوگ موردِ شرک نہیں ٹھہرتے؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے شاید ہی کوئی طالع آزمایا پیدا ہو سکے۔

ناطقہ سر بگربیاں ہے

ان حضرات کی کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کرنے والا ہر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ کہاں حضور فخر موجودات ﷺ کی ”شان حاضر و ناظر“ کا انکار اور کہاں اپنے بزرگوں اور ناخداؤں کے حق میں زبردست اقرار کوئی ایک دو واقعات ہوں تو بیان کئے جائیں۔ ان کے بزرگ تو اس قدر متصرف ہیں کہ اپنی قبروں اور مزاروں میں ٹکٹے نہیں۔ کوئی کسی کو نواز رہا ہے اور کوئی کسی کو ادھر مرید نے پکارا ادھر پیر حاضر ہو گیا، بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا ایک فیصلہ پڑھئے۔

”اور بعض روایات میں جو آیا ہے اَعِيْنُونِيْ يَّاعِبَادَ اللّٰهِ اللّٰهُ کے بندو میری مدد کرو، تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۹۹)

اس فتویٰ میں تو مولوی مذکور نے ”کسی میت سے استعانت نہیں“ کے الفاظ لکھ کر قید لگا دی ہے مگر وظیفہ ”يَا شَيْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ شَيْخًا لِلّٰهِ“ کے بارے میں واضح فرماتے ہیں۔

☆ ”اس عقیدہ سے پڑھنا جائز ہے کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے۔ اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں۔ یہ بھی شرک نہ ہوگا۔ اہل مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۴)

☆ ”صحیح سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے“ (فتاویٰ امدادیہ جلد ۲ ص ۹۱) بلکہ وہ خود اپنے شیخ گرامی حضرت امداد اللہ مہاجر کی کو پکارتے ہیں۔

ارحم علی یا غیاث فلیس لی
کھفی سیوی حبیکم من زاد
یا سیدی لِلّٰہ شیناً اَنّہ
اَنْتُمْ لی المجدی وانی جادی

(تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۱۱۴)

ترجمہ: اے میرے فریاد سننے والے مجھ پر رحم کھاؤ کہ میرے پاس محبت کے سوا کچھ نہیں، اے میرے سردار مجھے اللہ کے لئے کچھ دیجئے کہ آپ دینے والے ہیں اور میں لینے والا ہوں۔

حضرت تھانوی کی کتاب جمال الاولیاء پڑھ لی جائے تو معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ محمد بن علوی بن احمد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لق و دق جنگل میں جا پہنچا اور جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے ان سے امداد چاہی اور چلا گیا تو ایک شخص کو محسوس کیا جو کہہ رہا ہے یہ رہا راستہ تو یہ راستہ پر پہنچ گیا“ (جمال الاولیاء ص ۱۳۶)

مولوی تھانوی صاحب مولوی رشید گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے جوش میں آ کر فرمایا: تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا، پھر جوش میں آ کر کہنے لگے اتنے سال حضرت محمد ﷺ میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ کے پوچھے نہیں کی۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰)

مولانا رشید احمد گنگوہی کا یہ کمال تھا کہ ان کو روزانہ صبح کی نماز حرم شریف میں پڑھتے دیکھا اور لوگوں سے سنا بھی کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں گنگوہ سے تشریف لایا کرتے ہیں“ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۲۱۲) مولوی حسین احمد مدنی کے بارے میں یہ عقیدہ ہے۔

☆ ”مولوی ابراہیم صاحب کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا: حضرت والا کھڑے ہیں، تو ادب نہیں کرتا، حضرت مدنی ہنس رہے ہیں اور بلا رہے ہیں شاہ وحی اللہ صاحب آئے ہیں مجھ کو اٹھاؤ“ (دارالعلوم بابت مارچ ۱۹۳۷ء ص ۳۷)

ان حقائق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں سے مدد طلب کی جائے تو وہ باذنہ تعالیٰ حاضر ہو کر مدد فرماتے ہیں اور دراصل وہ عون باری کے مظہر ہوتے ہیں۔ یہی عقیدہ حاضر و ناظر ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کے احوال و اعمال پر حاضر ہیں اور ظاہر ہے اگر حاضر ہیں تو ناظر بھی ہیں، ہم کسی کو بھی مجبور نہیں کرتے کہ کوئی فرقہ یہ عقیدہ مانے کیونکہ دین میں کوئی جبر نہیں، ہاں اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اپنے اکابر کی خبر لیجئے انہوں نے کفر و شرک کے کتنے ہی پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں۔ وہ سب آپ کی نظر میں کیا ہیں؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

باب ششم

میلا د شریف

میلاد شریف

ہم تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ خدا تعالیٰ کی رحمت عظیم بن کر آئے۔ اسلئے حضور کی آمد آمد کے ماہ نور میں خوشیوں کا اظہار کرنا چاہیے، جلسے ہوں، جلوس ہوں، ذکر ولادت باسعادت ہو، حضور محسن انسانیت کے احسانات کا چرچا ہو۔ ان امور پر بھی یار لوگ سیخ پا ہو جاتے ہیں کہتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں، قرن اول میں یہ کام کہاں ہوتا تھا، میلاد منانا بدعت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلو ہم میلاد منا کر بدعتی ہو گئے، مگر آپکے وہ اکابر کیا ہیں جنہوں نے میلاد کے جواز کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ پڑھئے اور فیصلہ صادر کیجئے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا فیصلہ

علمائے دیوبند کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا ارشاد ہے۔

☆ ”اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردار عالم وعالمیان روجی فدائے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟ (امداد المشاق ص ۸۸)

”البتہ وقت قیام اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے، اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنج فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں“ (امداد المشاق ص ۵۶)

”مشرّب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں“ (فیصلت مسئلہ ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

”مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے کفایت کافی ہے“ (امداد المشاق)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔
”جسکو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرصت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں“ (اشماتہ العبریہ فی مولد خیر البریہ ص ۱۲)
”اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر سال یا ہر ماہ میں التزام اسکا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و ولادت و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ربیع الاول کو کسی خالی نہ چھوڑیں“ (ایضاً ص ۵)

علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ

مولانا خلیل احمد انیسٹھوی صاحب نے تمام علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ رقم

فرمایا ہے۔

☆ ”حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہؐ سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشت و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے“ (المہند عقائد علماء دیوبند ص ۴۰)

علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

غیر مقلدین اور علماء دیوبند کی پسندیدہ شخصیت علامہ ابن تیمیہ بھی فرماتے ہیں۔

☆ ”رسول اللہ ﷺ کی محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کر نیوالے کیلئے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے۔ نیز اس میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم ہے“ (حوال الاختلاف ص ۲۱)

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے فضیلہ الشیخ مجدد الدعوة جناب ابن عبدالوہاب نجدی کے صاحبزادے شیخ عبداللہ نجدی نے واضح طور پر لکھا ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”جب ابولہب کافر کا جس کی قرآن نے مذمت بیان کی ہے آپ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے حال ہے تو آپ کی امت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ کی ولادت مسرور اور خوش ہے“ (مختصر سیرۃ الرسول ص ۳۲)

مولوی اسحاق دہلوی کا فیصلہ

مانعین میلاد کے مسلمہ بزرگ مولانا محمد اسحاق دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”خیر البشر ﷺ کی محفل میلاد میں ولادت باسعادت کا ذکر کرنا موجب فرحت و سرور ہے۔ اور شرع پاک میں فرحت و سرور کیلئے جمع ہونا آہے کہ منکرات و بدعات سے خالی ہو“ (مآل مسائل ص ۳۳)

مفتی عبدالرحمن دیوبندی کا فیصلہ

جامعہ اشرفیہ لاہور نے مفتی جناب عبدالرحمن صاحب نے ۱۲ ربیع الاول کے جشن کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

☆ ”حضور اکرم ﷺ انتقال کے بعد بھی زندہ ہیں بلکہ پہلی حیات سے التال کے بعد کی حیات زیادہ قوی ہے اس لئے (۱۲ ربیع الاول کو یوم وفات کہتے ہوئے) غمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا یہ بھی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے“ (روزنامہ جنگ میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب محفل میلاد کے انعقاد پر غیر مقلد دیوبندی حضرات اور اہل سنت

زبان میری ہے بات ان کی

کے متفقہ بزرگوں کے نظریات و احکامات قلمبند کئے جاتے ہیں تاکہ موضوع مزید نکھر کر سامنے آجائے اور انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

محدث ابن جوزی کا فیصلہ

بلند پایہ نقاد محدث ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ جو آدمی حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کیلئے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو میلاد مصطفیٰ پر ایک درہم بھی خرچ کرے حضور ﷺ اسکی شفاعت فرمائیں گے جو قبول ہوگی“ (مولد العروس ص ۹ مطبوعہ بیروت)

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

اسلام کی فلک پیا شخصیت حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ کا فرمان ہے۔
☆ ”نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد و منقبت خواندن چه مضائقہ است“ یعنی اچھی آواز میں قرآن پڑھنے، قصیدے اور منقبت پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے“ (کتوب ۲، دفتر سوم)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔
☆ ”اس واقعے میں میلاد شریف منانے والوں کی سند ہے کہ آل سرور کے میلاد کی رات مسرور ہوتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں ابولہب کافر کو اگر حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے جزائی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کی محبت اور خوشی سے مالا مال ہو کر

مال خرچ کرتا ہے ہاں محفل میلاد عوام کی بدعتوں، گانوں، حرام باجوں اور غلط چیزوں سے خالی ہو (مدارج النبوة)

بخاری شریف کی اس روایت کو امت مسلمہ کے عظیم محققین نے نقل کیا ہے اور میلاد رسول اللہ ﷺ کے جواز پر دلیل ٹھہرایا جن میں حضرت امام شمس الدین محمد الجزری دمشقیؒ اور حضرت امام احمد القسطلانی شارح بخاری جیسے لوگ شامل ہیں۔ دیکھئے زرقانی علی المواہب جلد ۱ ص ۱۳۹ حضرت شیخ فرماتے ہیں ”لیلة المیلاد“ لیلة القدر سے بھی افضل ہے“ (ماخوذ بالذہبی ص ۵۹)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

ہندوستان میں علم الحدیث کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے والے اور نہایت نازک دور میں کشتی ملت کو ساحل پر لگانے والے حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔

☆ ”میں مکہ معظمہ میں میلاد رسول کے دن مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے آپ کی ولادت پاک کا ذکر کرتے اور ولادت کے وقت ظاہر ہونیوالے معجزات بیان کرتے تھے۔ میں نے اس مجلس میلاد میں انوار و برکات مشاہدہ کئے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ایسی مجلسوں و مشہدوں پر مقرر ہوتے ہیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ فرشتوں کے اور رحمت کے انوار باہم ملے ہوئے ہیں“ (فیض الحرمین)

الشاہ عبد الغنی دہلوی کا فیصلہ

خاندان مجددیہ کے اہم ستون علمائے دیوبند اہل حدیث اور علمائے اہل

سنت کے متفقہ استاد گرامی حضرت الشاہ عبدالغنی دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے

☆ حق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت پاک کے ذکر میں اور سید ثقلین ﷺ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرنے کیلئے فاتحہ پڑھنے کا سرور انسان کیلئے کمال سعادت ہے“ (شفاء السائل)

خواجہ احمد سعید دہلوی کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت خواجہ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”میلاد مصطفیٰ کے دلائل پوچھنے والو! یاد رکھو میلاد شریف کی محفل میں آپ ﷺ کے کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وصال کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے۔ لہذا تمہارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں“ (رسالہ اثبات المولد والقیام ص ۱)

حسن البنا شہید کا فیصلہ

صدر جماعت اخوان المسلمین جناب حسن البنا مصری کہتے ہیں کہ

☆ ”مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو ہم یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً ہر رات حصانی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس بنا کر باہر نکلتے شیخ شبلی الرجال کی بچی روحیہ فوت ہو چکی تھی لیکن انہوں نے پھر بھی میلاد النبی کا اہتمام کیا، مکان کو سجایا اور میلاد کے بعد بچی کی تدفین ہوئی، پوچھنے پر فرمایا

زبان میری ہے بات ان کی

اس سے ہمارے حزن و غم میں تخفیف ہوئی اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا، کیا اس نعمت سے بڑھکر کوئی اور نعمت درکار ہے۔ (حسن البنا کی ڈائری ص ۱۹۶ مطبوعہ ۱۹۷۱ء)

امام ابن کثیر کا فیصلہ

عظیم مفسر قرآن علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

☆ ”الملك المظفر ابو سعید کو کبریٰ نخیوں، بڑے سرداروں اور اصحاب مجد و شاہوں میں سے تھا۔ اس کے اچھے آثار تھے۔ ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور پر شکوہ محفل منعقد کرتا تھا، وہ ذہین، بہادر، نڈر، صاحب علم و عقل اور عادل تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے وہ میلاد شریف پر تین لاکھ خرچ کرتا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ ص ۱۳۶)

الشاہ ابو الخیر دہلوی کا فیصلہ

خانقاہ مظہری دہلی کے سجادہ نشین اور سب کے قابل احترام شاہ ابو الخیر دہلوی قدس سرہ کا عمل دیکھئے۔

☆ ”جب میلاد پڑھا کرتے تھے، اہل نسبت اور اصحاب باطن پر عجیب و غریب کشوفات ہوتے تھے۔ میلاد شریف کے مخالف اور اسکو کل بدعتہ ضلالہ کہنے والے افراد جیسے مولوی اشفاق الرحمن اور صدر بازار دلی کے اہل حدیث جو اچانک آزمائش کے لئے اس مبارک محفل میں آ گئے تھے اور یہی کہتے ہوئے گئے کہ بڑی بابرکت محفل تھی تو پھر نیک دل افراد پر اگر بعض حقائق کا اظہار ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

زبان میری ہے بات ان کی

گر میل کند سوئے ہلال عجب نیست
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

(مقامات خیر ص ۴۰۱ از زید الحسن فاروقی دہلی)

حضرت علامہ اقبال کا فیصلہ

پاکستان کے قومی شاعر مشرق کے عظیم فلسفی علامہ اقبال کا فرمان ہے۔

☆ ”میرے نزدیک انسانوں کی دماغی و قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اس وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے لئے تین طریقے ہیں وہ طریقے یہ ہیں۔

- 1- انفرادی طور پر درود و سلام پڑھنا
- 2- اجتماعی طور پر محافل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا
- 3- کسی مرشد کامل کی صحبت اختیار کرنا

(آثار اقبال ص ۳۰۵ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

علامہ شیخ محمود عطار دمشقی کا فیصلہ

عالم اسلام کے عظیم سکالر حضرت علامہ محمود عطار دمشقی فرماتے ہیں۔

☆ ”ذکر ولادت رسول کے وقت قیام سے منع کرنے والا توحید پرست مسلمانوں کے عمل کو مجوسیوں اور شیعہ کے عمل سے کس طرح تشبیہ دیتا ہے۔ حالانکہ وہ مسلمان ایک محترم جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ماحول معطر ہے اور وہ

زبان میری ہے بات ان کی

آن کی تلاوت کر رہے ہیں اور کائنات کی معزز ترین ہستی کے واقعات ہر تپورے آداب کیساتھ پڑھ رہے ہیں ذکر ولادت سن کر تعظیم سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور تشریف آوری کے تذکرے پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اسی طرز تعظیم سے منع کرنیوالے کو مبالغہ آمیزی نے مہمیزی دی تو اس نے ال اسلام کے عمل کو مجوسیوں اور شیعہوں کے عمل سے تشبیہ دی اے اللہ تو پاک ہے اور یہ تشبیہ بہت بڑا بہتان ہے“ (ذکر ولادت خیر الانام ص ۱۸ مطبوعہ لاہور)

مولانا کوثر نیازی کا فیصلہ

غیر جانبدار سکالر جناب مولانا کوثر نیازی مرحوم نے لکھا ہے۔

☆ ”قرون اولیٰ سے اکابر علمائے اسلام یوم ولادت آنحضرت ﷺ کو بڑی برکت کا دن مانتے اور اسے عید سعید کی طرح مناتے چلے آئے ہیں۔ ان اکابر علماء میں ۵۰ زعمائے ملت بھی شامل ہیں جو ارتکاب بدعت کا تصور بھی کر سکتے تھے بلکہ بنی مبارک زندگیاں بدعات کو ختم کرنے اور سینات کے خلاف جہاد کرنے میں گزری ہیں“ (میلاد النبی ص ۲۰)

دانشورانِ جامعہ پنجاب کا فیصلہ

☆ ”انسائیکلو پیڈیا آف اسلام“ کی اشاعت پنجاب یونیورسٹی لاہور کا ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے جس کی تشکیل و ترتیب میں تمام مسالک کے جید علماء شریک ہوئے۔ اس میں بھی اس حقیقت کا برملا اظہار ملتا ہے۔

☆ ”آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی ﷺ متفقہ طور پر منایا جاتا ہے“ (مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد ۲۱ ص ۸۲۲)

زبان میری ہے بات ان کی

خدارا ذرا غور کیجئے

اس زندگی میں ہم ہر نعمت کے حصول پر بھرپور خوشیاں مناتے ہیں۔ اور قرآن پاک نے بھی کہا ہے۔ ”جب اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نصیب ہو جائے۔ تو خوشی کیا کرو اور پھر کہا ہے“ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ایک لمحے کیلئے ذرا سوچنے کی زحمت گوارا کریں کہ حضور فخر آدم و بنی آدم ﷺ کی ذات سے بڑھ کر اور کونسا فضل ہے اور کون سی رحمت و نعمت ہے جس پر خوشی منائیں اور حضور کو بھول جائیں اگر یہ سوال ایمان سے کریں گے تو وہ پکار اٹھے گا۔

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
کیجئے ان کا ہی چرچا صبح و شام
جان منکر پر قیامت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

اگر اتنی سیدھی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی تو پھر کیا فرماتے ہیں۔ مفتیان کرام بیچ اس مسئلہ کے جن علماء الہدایت اور زعماء دیوبند نے جواز میلاد کا راستہ اختیار کیا ہے وہ بدعتی، گمراہ اور حلوہ خور ہیں یا صراط مستقیم پر چلنے والے مسلمان ہیں؟

ناطقہ سر بگربیاں ہے

عید میلاد النبی سے خار کھانے والے مفتیان کرام کا کردار دیکھا جائے تو

زبان میری ہے بات ان کی

گت ہوتی ہے کہ یہ لوگ صرف میلاد مصطفیٰ کی خوشی سے نالاں و ہراساں ہیں ورنہ ہر خوشی بڑے جوش و خروش سے کرتے ہیں مثلاً دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں جشن بخاری منایا گیا دعا خیر و برکت کے بعد مجلس برخاست ہوئی تو انہم صاحب کی طرف سے تمام حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی جو امت کافی مقدار میں خصوصیت کیساتھ اس موقع کیلئے تیار کرائی گئی تھی“ (رسالہ ص ۸) پھر یہ لوگ آئے دن یوم محمود، یوم خلفائے راشدین، یوم کاسم نانوتوی، یوم رشید گنگوہی مناتے رہتے ہیں جن کی خبریں اخبارات میں لکھتی رہتی ہیں۔ ضیاء الحق مرحوم کی برسی پر سب مانعین میلاد ٹوکوں اور بسوں کے جلوس لیکر اسلام آباد جاتے ہیں۔ جماعت اسلامی کا سالانہ کیمپ اور رائیونڈ کا سالانہ اجتماع سب کیا ہے میلاد پاک کے نام پر عاشقان رسول جمع ہو جائیں تو اسلام رہتا ہے نہ ایمان آخر کیوں؟ اور پھر حال ہی میں ہونیوالے ”ڈیڑھ سو سالہ“ جشن دیوبند“ پشاور نے رہی سہی کسر نکال دی ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ ”جشن بخاری“ اور جشن دیوبند جائز ہے اور جشن میلاد النبی ناجائز ہے؟ بھی کیوں؟ کیا دشمنی صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کریم کیساتھ ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یار ہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بھلا جشن بخاری اور جشن دیوبند قرآن و حدیث سے ثابت ہے تعالٰی

صحابہ سے ثابت ہے ائمہ اربعہ کے فتاویٰ سے ثابت ہے پھر کیوں جائز ہے؟ صرف اسلئے کہ آپ کا حسن کرشمہ ساز اس کو جائز کہتا ہے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ دیکھئے اور سر دھنیئے ”قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف

زبان میری ہے بات ان کی

نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسکی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۸۲ مطبوعہ کراچی) ہم کہتے ہیں یہی ”حسن ظن“ میلاد شریف کیلئے کیوں نہیں رکھا جاتا، وہاں تو جھٹ بدعت و ضلالت کے فتوے حرکت میں آ جاتے ہیں، نیز اگر ختم بخاری درست ہے تو ”ختم قرآن“ کیوں درست نہیں۔ کیا آپ لوگ ختم قرآن حکیم اور میلاد رسول کریم ﷺ کو ذکر خیر نہیں سمجھتے؟

نوائے وقت ۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء ملتان کا پرچہ ہمارے سامنے پڑا ہے اس میں ایک خبر پڑھئے۔

☆ ”یوم صدیق اکبر ملتان، بہاولپور، مظفر گڑھ اور دیگر شہروں میں جلوس“ انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خلفائے اشدین کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ تفصیل یوں ہے کہ ملتان ۲۰ جنوری انجمن سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ملتان، بہاولپور، شجاع آباد اور دیگر شہروں میں جلوس نکالے گئے۔ ملتان میں اجتماعی جلوس کی قیادت انجمن سپاہ صحابہ ملتان کے رہنما سلطان محمود ضیاء انور علی شاہ اور اشفاق محمود نے کی ہے کوئی مرد میدان جو اس جلوس کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث اور تعامل صحابہ سے ثابت کر سکے نہیں تو سپاہ صحابہ کی اس تحریک پر بدعت و ضلالت کا فتویٰ صادر کر سکے ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ اگر یہ سب جائز ہے تو بتائیے میلاد پاک کا جلوس کیوں جائز نہیں یا اگر میلاد منانے والے بدعتی ہیں تو دوسرے جلوس نکالنے والے کیوں بدعتی نہیں۔ کوئی تو جواب دیجئے۔

موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

زبان میری ہے بات ان کی

باب ہفتم

تراویح کا مسئلہ

زبان میری ہے بات ان کی

جب بھی رمضان المبارک کا حسین اور روح پرور مہینہ آتا ہے مسلمانوں کے ذوق عبادت اور شوق سخاوت میں ایک دم انقلاب برپا ہوتا ہے ہر صاحب ایمان نیکی کی طرف مائل دکھائی دیتا ہے، فرط سجود سے جبین اہل حرم بے تاب نظر آتی ہیں۔ ان طرب ناک دنوں میں ہمارے غیر مقلد اہل حدیث، اثری سلفی بھائیوں کی طرف سے اشتہارات چھپنے شروع ہو جاتے ہیں تراویح تو آٹھ ہیں، بیس تراویح کا کوئی ثبوت نہیں۔ وغیرہ حالانکہ عدد آٹھ کے ساتھ تراویح کا استعمال ان کے علم کی دہائی دے رہا ہے، لفظ تراویح کے لئے کم از کم عدد ۱۲ ہونا چاہیے۔ جو انہیں بھی قابل قبول نہیں۔ پھر بیس عدد تراویح ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام امت کا اجماع ہے چاروں مذاہب فقہ میں سے کسی نے بھی آٹھ تراویح کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۱) دسویں صدی ہجری کے امام زین العابدین مصری متوفی ۹۷۰ھ کا ارشاد ہے۔

☆ ”صاحب کنز الدقائق کا قول ہے کہ تراویح تو بیس رکعات پر مبنی ہیں یہی جمہور کا قول ہے کیونکہ موطا امام مالک میں یزید بن رومان سے یہی روایت مروی ہے کہ لوگ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں بیس رکعتیں

زبان میری ہے بات ان کی

(۱) (یعنی وتر) پڑھتے تھے اور اسی پر مشرق و مغرب میں تمام مسلمانوں کا عمل

ہو گیا (المعراج جلد ۲ ص ۶۶)

(۲) گیارہویں صدی ہجری کے جلیل المنزل محقق حضرت امام علی قاریؒ نے ۱۰۱۳ھ کا ارشاد ہے۔

”فصار اجماعاً روی البہقی باسناد صحیح انہم کانوا یقیمون علی عہد عمر عشرين رکعة وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہم۔

بیس بیس رکعات تراویح پر اجماع امت ہے۔ کیونکہ امام بیہقی نے صحیح اجماع کیا ساتھ روایت کیا ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہم کے زمان خلافت میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے“ (شرح النقایہ جلد ۳ ص ۲۳۱، مرآة الفائق جلد ۳ ص ۱۹۲)

(۳) ”تیرہویں صدی ہجری کے بلند پایہ علامہ حضرت سید محمد مرتضیٰ زبیدیؒ نے ۱۲۰۵ھ کا ارشاد ہے۔

”حضرت عمرؓ کے زمان مبارک میں (بیس رکعات تراویح) پر اجماع

(سماہ) منعقد ہو چکا“ اسی پر امام ابوحنیفہؒ امام نوویؒ امام شافعیؒ امام احمد اور دیگر علماء کا عمل ہے۔ اسی کو امام ابن عبدالبر نے اختیار فرمایا (اتحاف السادة المتعلمین جلد ۲ ص ۷۰۰)

ہر صدی کے ائمہ امت نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ سعودی عرب

بہت تمام بلاد اسلامیہ میں اسی اجماع پر عمل کیا جاتا ہے لگتا ہے برصغیر

اک دہند میں انگریزوں کی بدولت جہاں دیگر بہت سے اختلافات نے جنم

لیا وہاں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تاکہ امت مسلمہ اپنے رب کی عبادت و ریاضت

زبان میری ہے بات ان کی

میں بھی متحد نہ رہ سکے۔ یہ ایک خونچکاں داستان ہے ہم اس وقت صرف اس مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ہم پاکستانی و ہندوستانی مسلمان بیس رکعات تراویح پڑھنے کی وجہ سے بدعتی ہیں، گمراہ ہیں، باغی سنت و شریعت ہیں تو ان شیعوں، عرب کے بارے میں ”مفتیان کرام“ کا کیا فتویٰ ہے جن کی ”آشیر باد“ آپ کے ادارے چل رہے ہیں، یا آپ کا اپنے مسلمہ اکابر کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے قلم نے حقائق اگل کر آپ کے راستے میں دیوار کھڑی کر دی ہے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ ہم کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے، ہمت کیجئے اور ان کو بھی بدعتی، گمراہ اور باغی سنت و شریعت لکھ دیجئے، ہمارے دکھتے ہوئے زخموں کو بھی یہ سمجھ کر سکون نصیب ہو جائے کہ آپ کی عادت ہی ایسی ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کا فیصلہ

تمام غیر مقلدین اہل حدیث کے متفقہ شیخ الاسلام اور دعوت و عزیمت کے علمبردار شیخ تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی متوفی ۷۲۸ھ کا فیصلہ ہے۔

☆ ”قَدْ ثَبَتَ أَنَّ أَبِي بِنِ كَعْبٍ كَانَ يَقُومُ بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً فِي رَمَضَانَ وَيُؤْتِي ثُلُثَ قَرَأَى كَثِيرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِأَنَّهُ قَامَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَلَمْ يَنْكُرْهُ مُنْكَرٌ بِهَ بَاتٍ ثَابِتٌ هُوَ چکی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ تمام لوگوں (یعنی صحابہ و تابعین) کو رمضان میں بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے لہذا

کثیر التعداد علماء کرام نے اسی کو سنت قرار دیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابی مہاجرین و انصار کے درمیان کھڑے تھے اور کسی ایک نے بھی (بیس رکعات کا) انکار نہیں کیا۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۳ ص ۱۱۲)

نیز لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قائم کردہ نماز تراویح کو بحال رکھا۔ (منہاج السنۃ جلد ۲ ص ۲۲۴)

علامہ محمد علی الصابونی کا فیصلہ

ام القریٰ یونیورسٹی مکہ معظمہ کے استاد گرامی جناب علامہ محمد علی الصابونی کا ارشاد ہے۔

”پس صحابہ کبار کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک کتنے لوگ ہیں جنہوں نے ان دونوں حرموں میں نماز تراویح ادا کی ہے، کیا وہ اس میں بیس رکعات تراویح نہیں ادا کرتے تھے حالانکہ وہ دونوں حرم مسلمانوں کی مساجد کا قبلہ ہیں پس کیا یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ تمام مسلمان ایک بری چیز اور دینی امور میں سے ایک بدعت پر جمع ہو گئے اور تمام لوگ اس سے خاموش رہے حالانکہ ان میں علماء و فقہاء اور محدثین بھی موجود تھے۔ کئی قومیں اور کئی صدیاں گزر گئیں اگر یہ (بیس رکعات تراویح) بدعت اور برائی ہیں کسی نے بھی اس برائی سے نہ روکا، جس طرح جاہلوں کا خیال ہے۔

یہ وہی دعوت ہے جو سلف صالحین کے طریقے پر مضبوطی سے عمل کرنے کی دعوت ہے، نجد اور حجاز کے علاقہ میں یہ دعوت شروع ہوئی، سعودیہ کے علماء

ایک بدعت پر کیسے خاموش رہتے۔ اور دین میں ایسی برائی کی مخالفت نہ کرتے جبکہ اس کام میں ان کے ساتھ تمام عالم اسلام کے علماء شریک ہیں میں نے مکہ مکرمہ میں بیس سال گزارے ہیں اور امام کے پیچھے ہر رمضان المبارک کو مسجد حرام میں بیس رکعت نماز (تراویح) پڑھتے رہے ہیں پھر ہم امام کے ساتھ تین رکعت وتر ادا کرتے ہیں۔ نجد و حجاز اور عالم اسلام کی چاروں اطراف کے علماء بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں اور کسی نے اسکا انکار نہیں کیا۔ اور نہ اس پر اعتراض کیا ہے۔ کیا یہ ان کی طرف سے بیس رکعات کے شرعی ہونے کا اقرار نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے یہی افضل ہے پھر مشرق و مغرب میں مسلمانوں کی مسجدیں ہمارے زمانے میں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں خصوصاً رمضان میں افریقی ممالک ملک شام مصر سعودی عرب اور پاکستان کی بڑی مسجدوں میں وہ نماز تراویح بیس رکعات ہی پڑھتے ہیں۔ پس کیا یہ تمام لوگ جہالت اور گمراہی پر ہیں جس طرح سلفی بننے والے جاہلوں کا گمان ہے“ (الہدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح ص ۳۱-۳۲)

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

☆ ”تعجب ہے کہ یہ لوگ جو شہرت کے پہاڑ کی چوٹی پر سوار ہونا پسند کرتے ہیں اور اپنی علمی فوقیت سرداری اور تیز فہمی کے ساتھ مشہور کئے جاتے ہیں خلاف اصول اور غلط باتیں کرتے ہیں سلف صالحین کو جاہل بتانے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک کے اور پرانے دور کے علماء اسلام اور پوری امت کو گمراہ کہنے پر جمع ہیں۔ جو شخص بھی

زبان میری ہے بات ان کی

بیس رکعت نماز تراویح پڑھے اسے گمراہی کی طرف منسوب کرتے ہیں یہاں تک آگے بڑھے کہ وہ تراویح میں گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے والے کو اس شخص کیساتھ تشبیہ دیتے ہیں جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی سنت چار رکعت پڑھتا ہے۔ اور یہ قیاس واضح طور پر باطل ہے۔ نیز سوئے فہمی اور کند فہمی پر دال کرتا ہے اور جس طرح کہا جاتا ہے کہ عیش و حباً تری عجباً زیادہ در زندہ رہ تو عجیب و غریب چیزیں دیکھے گا“ (ایضاً ص ۳۳)

نوٹ:- بہر حال یہ سارا رسالہ نہایت دیدنی ہے جگہ جگہ تحقیقات کے اعلیٰ ہونے موجود ہیں۔ کتنا افسوس ہے کہ ایک مختصر سا گروہ غیر مقلدین سے زیادہ امت مسلمہ کو گمراہ کہہ رہا ہے اور خود کو اثری و سلفی متبع سنت قرار دے رہا ہے اور اس سے بھی بڑی قیامت مجلۃ الدعوة والے ڈھارہے ہیں کہ تمام امت مسلمہ کے عقائد و اعمال سے قطعی مختلف ہو کر بھی تمام عالم اسلام کی نمائندگی کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور عالم اسلام کو درپیش جملہ مسائل کا بزعم خود حل تلاش کر رہے ہیں کوئی آدمی پوچھنے والا نہیں کہ بھی آپ لوگ پوری دنیا کے مسلمانوں کے عقائد و اعمال پر شرک و بدعت کا فتویٰ بھی لگاتے ہیں اور ان کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اور سب کے امام بننے کے بھی دعویدار ہیں مشرکوں اور بدعتیوں کی امامت کے بارے میں کیا خیال ہے؟

پھر یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب چندہ لینے اور ہضم کرنے کے منصوبے ہیں۔ خدا را اپنے دیرینہ دشمنوں یعنی سعودی عرب والوں کے ساتھ تو وفا کرو۔ وہ بھی آپ لوگوں کی جان کو رو رہے ہیں۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

زبان میری ہے بات ان کی

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ

اثری تحریک کے محرک اعظم شیخ الدعوة جناب ابن عبدالوہاب نجدی کے فرزند گرامی شیخ عبداللہ نجدی کا ارشاد ہے۔

☆ ”ان عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی ابی بن کعب كانت صلواتهم عشرين ركعة“ بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام و تابعین عظام کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا اور انکی نماز میں رکعات تراویح تھی“ (الہدی النبوی ص ۳۰ بحوالہ مجموعہ فتاویٰ نجدیہ)

حافظ عبدالمنان سلفی کا فیصلہ

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کے مولانا عبدالمنان نے بھی تسلیم فرمایا ہے۔
”حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبدالبر کے اقوال کا ماحصل تو صرف اتنا ہے کہ بیس رکعات حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہے“ (تعداد تراویح ص ۵۳)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

☆ اہلحدیث کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کا ارشاد ہے۔
”ہاں حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے بیس رکعتیں در صورت ثبوت کے مستحب ہیں کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں“ (اہل حدیث کا مذہب ص ۹۸)

☆ نیز فرماتے ہیں ”بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں۔ کیونکہ

مکملہ میں بھی بیس رکعات پڑھی جاتی ہیں۔ (رسالہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

☆ غیر مقلدین کے ممدوح جناب علامہ صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔
”وقد عدد اما وقع فی عهد عمر“ کالاجماع یعنی حضرت عمر کے زمانہ میں جو طریقہ قرار پا گیا تھا وہ اجماع کی مانند ہے۔ (عون الباری جلد ۳ ص ۳۰۷)

قاضی شوکانی کا فیصلہ

☆ شیخ ابن تیمیہ کے نظریہ فکر کے حامل اور غیر مقلدین کے سرخیل قاضی شوکانی نے بھی مشہور تابعی عطاء بن ابی رباح کا یہ قول نقل کیا ہے
”انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانے کے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھتے ہوئے دیکھا“ (نیل الاوطار جلد ۳ ص ۵۷)
☆ نیز لکھتے ہیں کہ ”تراویح میں کوئی خاص تعداد مقرر کر لینا یا اس میں خاص مقدار قرأت معین کر لینا سنت سے ثابت نہیں“ (ایضاً جلد ۱ ص ۳۶)
☆ معلوم ہوا کہ خاص تعداد آٹھ رکعت مقرر کرنا بھی سنت سے ثابت نہیں۔

علامہ داود طاہری کا عمل

☆ غیر مقلدین کے ممدوح جناب علامہ داود طاہری کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ وہ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے“ (بدایہ الجحد جلد ۱ ص ۱۹۱)

علامہ وحید الزماں کا فیصلہ

الہدیت کے مترجم صحاح ستہ وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں۔

☆ ”تراویح کی تعداد رکعات مقرر نہیں کی گئی“ (کنز الحقائق ص ۳۰)

نوٹ:- سارے علما کرام اور ائمہ عظام یہی کہہ رہے ہیں کہ تعداد میں رکعات ہے مگر موصوف کہتے ہیں کہ تعداد متعین و مقرر نہیں۔ چلو ٹھیک ہے پھر آٹھ تراویح پر زور کیسا اور بیس رکعات پڑھنے والوں کے خلاف شور کیسا؟ آپ کے نزدیک کوئی تعداد مقرر نہیں تو کیوں آپ خلاف سنت کام پر صلاحیتیں صرف فرما رہے ہیں الحمد للہ ہمارے نزدیک تو مقرر ہے اور وہ بھی حضور کے پاک صحابہ کرام نے مقرر فرمائی ہے جن کا قول و فعل حجت شرعی ہے۔

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ان عظیم الشان امامان امت کے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں جن کی تحقیق پر ہمیں بھی اعتماد ہے اور ہمارے کرم فرماؤں کو بھی بھروسہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔

☆ ”جس تعداد پر رکعات تراویح کا امر مستقل ہوا اور جو تعداد صحابہ تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں سے مشہور ہوئی وہ بیس رکعات ہے“ (ماثبت بالیہ ص ۳۶۳)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔

☆ ”تراویح کی رکعات کی تعداد بیس ہے“ (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۱۸)

علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

عظیم محقق حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”ان مجموع عشرين رکعة في التراويح سنة مؤكدة

تراویح بیس رکعات سنت موکدہ ہے اسلئے کہ اس پر خلفاء راشدین نے مداومت کی ہے۔ اگرچہ حضور ﷺ نے مداومت نہیں فرمائی اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے۔ اور اس کو ترک کرنے والا گنہگار ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حضور ﷺ کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہذا جو آدمی آٹھ رکعات پر اکتفا کرے وہ خطا کار ہے۔ کیونکہ اس نے خلفاء راشدین کی سنت ترک کر دی“ (تحفۃ الاخیار فی احیاء سنت سید الابرار ص ۲۰۹)

حضرت امام احمد بن حنبل کا فیصلہ

ہدیۃ المحدثی میں جناب وحید الزماں غیر مقلد صاحب نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو اپنے مشائخ میں شمار کیا ہے اب امام احمد کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔

☆ ”ابن قدامہ حنبلیؒ نے فرمایا کہ امام احمد کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات مختار ہیں ابوحنیفہ اور شافعی بھی اسی تعداد کے قائل تھے“ (المغنی جلد ۲ ص ۱۶۷)

حضور عبدالقادر جیلانی کا فیصلہ

شیخ الجن والانس حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

☆ ”وصلوة التراویح سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... وہی
عشرون رکعة“ نماز تراویح حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اور یہ
بیس رکعات ہے“ (غنیۃ الطالبین ص ۳۹۳)
نوٹ:- رفع یدین کے مسئلہ میں حضور غوث اعظم کا حوالہ دینے والے آپ
کے اس ارشاد پر بھی غور فرمائیں۔

خدا را ذرا غور کیجئے

یہ تمام حقائق و آثار رقم کرنے کے بعد
ہمارا ہرگز اصرار نہیں کہ آپ لوگ ضرور ساری امت محمدیہ کے نقش قدم
پر چلتے ہوئے ضرور بیس رکعات تراویح کا اہتمام کریں، کیونکہ جب آپ کا
شیوہ حیات ہی اجماع امت سے انحراف ہے تو ہم کیسے آپ کو قائل کر سکتے
ہیں ہاں اتنا ضرور عرض کرتے ہیں کہ ذرا جرات فرمائیں اور اپنے فتوؤں کا
رخ اپنے اکابر ابن تیمیہ وغیرہ کی طرف بھی سیدھا کر لیں، اور سعودی عرب
والوں سے چندہ لیتے وقت ان کو اس بدعت و ضلالت سے بچنے کا سبق دیا
کریں۔ تمام ترقوتیں اہل سنت و جماعت کے خلاف ہی استعمال کرنا کون سی
دانشمندی ہے جبکہ آپ کے اپنے بھی اسی جرم میں ملوث ہیں۔

ناطقہ سر بگرمیاں ہے

تراویح کے بارے میں غیر مقلدین کا طرز فکر بہت عجیب و غریب ہے۔
وہ کمال جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے تراویح اور تہجد کو ایک ہی نماز تصور
کرتے ہیں۔ حالانکہ اس امر میں بھی ان کے اکابر کے اقوال و اعمال اس بات

کی دہائی دیتے ہیں کہ یہ دونوں نمازیں ایک نہیں، الگ الگ ہیں اس کا ثبوت
 واضح طور پر صحاح ستہ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن ہم غیر مقلدین کے
شیخ الکمل میاں نذیر حسین دہلوی کا عمل پیش کرتے ہیں۔ جناب فضل حسین
بہاری لکھتے ہیں۔

”(میاں صاحب) لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن
مجید کا بحالت قیام ہر سال سنتے، ایک تو نماز عشاء کے بعد
تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم فقیہ محدث جو
آپ کے شاگرد رشید تھے تین سپارے روزانہ سناتے ترتیل و
تجوید کیساتھ دوسرا ختم سنتے نماز تہجد میں جسکے امام ہوتے حافظ
عبدالسلام سلمہ“ (آپ کے بڑے پوتے) (الحیاء بعد الہما ص ۱۳۸)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی سوال (جو نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر
آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں) کے جواب میں واضح ارشاد فرمایا۔
☆ ”پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں
تہجد نہیں ہوتی“ (فتاویٰ ثانیہ جلد ۱ ص ۲۳۱)

غیر مقلدین کے پاس ایک ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ رمضان وغیرہ
رمضان میں گیارہ رکعت ادا فرمایا کرتے تھے، جس پر وہ آٹھ تراویح کا نظریہ
کھڑا کرتے ہیں حالانکہ اس روایت پر ایسا استدلال نہایت حیران کن ہے
کیونکہ یہ استدلال بوجہ باطل ہے

۱۔ اگر اس روایت سے مراد تراویح کی نماز ہے تو وہ غیر رمضان میں
تراویح کیوں نہیں ادا کرتے؟

2- یہ نماز تراویح ہے تو امام بخاری نے اسے تہجد کے باب میں کیوں بیان فرمایا، امام بخاری کو حدیث کی سمجھ نہیں یا آپ کو سمجھ نہیں؟

3- گیارہ رکعت میں تراویح کی آٹھ رکعت ہیں تو باقی تین رکعت کیا ہیں۔ اگر تین وتر ہیں تو آپ ایک وتر کیوں پڑھتے ہیں۔ اگر ایک وتر ہے تو دو رکعت مزید تراویح میں اضافہ ہوئیں اور تراویح کی دس رکعت بن گئیں جبکہ آپ کو آٹھ رکعت تراویح پر اصرار ہے۔

4- یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ خلفاء راشدین کے دور میں موجود تھیں، انہوں نے اس روایت کے ہوتے ہوئے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ و تابعین کو کیسے بیس رکعات تراویح پڑھتے برداشت کر لیا، معلوم ہوا کہ سیدہ صدیقہ کے نزدیک یہ نماز تہجد کی نماز تھی نہ کہ تراویح کی ورنہ وہ ضرور صورت حال واضح فرما دیتیں۔

5- نماز تراویح ایک سلام کے ساتھ دو رکعت کر کے ادا ہوتی ہے جبکہ اس روایت میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ یہ روایت تراویح کیلئے نہیں تہجد کیلئے ہے۔

6- کسی امام فقہ نے اس روایت کو بنیاد بنا کر آٹھ تراویح کا فتویٰ دیا ہے، ترمذی شریف میں تعداد تراویح کے بارے میں مختلف اقوال درج ہیں لیکن آٹھ کا ذکر تک نہیں۔ ساری امت محمدیہ کو چھوڑ کر کیسے کوئی مختصر سے گروہ کو اپنا قبلہ آرزو بنا لے۔

7- غیر مقلدین کا خود اس روایت پر عمل نہیں۔ کیونکہ روایت میں حضور ﷺ کے تنہا نماز پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ غیر مقلدین باجماعت ادا کرتے ہیں؟

اور دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ہیں۔ حضور ﷺ یہ نماز گھر میں ادا فرماتے تھے جبکہ غیر مقلدین مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ سونے کے بعد وتر پڑھتے اور تنہا پڑھتے تھے جبکہ غیر مقلدین تراویح کے فوراً بعد سونے سے پہلے ہی باجماعت وتر پڑھتے ہیں۔

☆ حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ کن ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔
”یہ جو مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اس سے مراد تہجد ہے۔ جو رمضان وغیر رمضان میں برابر تھی اور اس کو صلوة لیل کہتے تھے۔ تراویح کی نماز اس سے الگ ہے۔ ان حضرات کے عرف میں اس کا نام قیام رمضان تھا“ (حاشیہ مالا بدمنہ ص ۶۹)



باب ہشتم

طلاق ثلاثہ کا مسئلہ

زبان میری ہے بات ان کی

طلاق ثلاثہ کا مسئلہ

ہمارے معاشرے میں جہالت عام ہے۔ عوام الناس کو دین کے مسائل و احکام سے کوئی لگاؤ نہیں، دوسرے مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی عام ہے کہ لوگ معمولی جھگڑوں کی وجہ سے بھی اپنی عورت کو تین طلاق دے کر میسے بھیج دیتے ہیں۔ بعد میں بچوں کا خیال آتا ہے یا گھر بار کی بربادی یاد آتی ہے تو پھر علماء کا سہارا تلاش کرتے ہیں، ”مولوی صاحب کوئی حل نکالو، لوگوں کی اس بربادی سے غیر مقلدین خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں پوری امت مسلمہ کے مصدقہ فیصلے کے خلاف غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ عوام الناس کو غیر مقلدین کی یہ سہولت راس آ جاتی ہے، جب کوئی ایسے لوگوں سے اجماع امت کی بات کرتا ہے تو کانٹے کو دوڑتے ہیں، اوجہ تم زیادہ پڑھے لکھے ہو، فلاں ”مولوی صاحب“ نے ”قرآن و حدیث“ کی روشنی میں ہمیں مطمئن کر دیا ہے۔ نتیجتاً آہستہ آہستہ وہ ایسی اور بھی ”لا تعداد سہولتوں“ کے حصول کے لئے ”غیر مقلدین“ کے دامن میں پناہ لے لیتے ہیں۔ ایسے کئی کیس ہمارے سامنے ہوتے رہتے ہیں۔

طلاق ثلاثہ کے بارے میں غیر مقلدین کا عجیب و غریب فتویٰ ہے کہ ایک دم تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے حالانکہ یہ فیصلہ قرآن و

زبان میری ہے بات ان کی

حدیث خلفائے راشدین کے اقوال اور صحابہ و تابعین ائمہ اربعہ اور ہزاروں علمائے امت کے اجماع سے سراسر بغاوت ہے اور لوگوں کو فحاشی کے اندھیرے غار میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔

(۱) شارح بخاری حضرت امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔
☆ ”جمہور علمائے تابعین اور انکے بعد جو ہوئے ان میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب، امام مالک اور انکے اصحاب، امام شافعی اور انکے اصحاب، امام احمد اور انکے اصحاب، امام اسحاق، ابو ثور، ابو عبیدہ اور دوسرے کثیر التعداد علماء کرام کا یہی مذہب ہے کہ من طلق امرأۃ ثلاثا وقعن جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، وہ تینوں ہی واقع ہو گئیں، لیکن وہ خطا کار ہوگا اور جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اور اہل سنت کے مخالف ہیں“ (عمدة القاری جلد ۲ ص ۲۳۲)

(۲) حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
☆ ”اس پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، تو بالا جماع تین ہی واقع ہوں گی“ (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۳۰۰)

(۳) ”امام احمد بن محمد الصاوی نے بھی فرمایا ہے۔

☆ ”کہ اس مسئلہ پر سب (سلف و خلف) کا اجماع ہے، یہ قول کہ ”تین طلاق ایک دم دینے سے ایک طلاق واقع ہوگی“ ابن تیمیہ حرائی کے سوا کسی سے معروف نہیں اور بے شک ابن تیمیہ نے اس مسئلہ میں اپنے مذہب کے اماموں کا بھی رد کیا ہے، یہاں تک کہ علماء کرام نے فرمایا ”ابن تیمیہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر نیوالا ہے“ اس مسئلہ کی نسبت امام

امام مالکی کی طرف کرنا غلط ہے“ (تفسیر الصاوی جلد ۱ ص ۱۰۰)

ان علماء کرام کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین نے اس مسئلہ میں بھی اجماع امت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اپنی روایتی آزاد خیالی کے انہوں مجبور ہو کر ایک نیا راستہ ایجاد کیا ہے، اور غضب تو یہ ہے کہ اس بالکل بدعتی نظریے کو ”سنت و شریعت“ کے نام سے عام کر رہے ہیں، بتائیے اس سے بڑھ کر مذہبی دہشت گردی اور کیا ہوگی۔

لیکن اس مضمون میں ہم صرف اتنا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم دور صحابہ سے اب آج تک جمیع امت اسلامیہ تو بدعتی ہو گئے لیکن آپکے وہ اکابر کیا ہیں، جن کے قلم نے حقائق اگل دیئے ہیں۔ کیا آپ انکو بھی بدعتی کہنے کیلئے تیار ہیں؟

امام ابن حزم ظاہری کا فیصلہ۔

غیر مقلدین کے مسلمہ امام ابن حزم ظاہری کا ارشاد ہے۔

”فَهَذَا يَقَعُ عَلَى الثَّلَاثِ مَجْمُوعَةً وَمُفْرَقَةً وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَهَذَا يَعْضُ ذَلِكَ دُونَ بَعْضٍ بَغَيْرِ نَصٍ“ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق، آیت کا حکم دونوں صورتوں پر برابر صادر ہوتا ہے۔ اور یہ ہرگز جائز نہیں کہ کسی صورت کو آیت کے حکم سے مختصر قرار دیا جائے اور کسی کو نہیں“ (الحلی بلائ خارج جلد ۹ ص ۳۹۴)

(بیرت)

علامہ ناصر الدین البانی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مشہور عالم محقق اور نقاد علامہ ناصر الدین البانی نے سنن

مجاہد شریف کی اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا ہے جس میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے شوہر نے یمن جاتے وقت انہیں ایک مشیت تین طلاقیں دے دیں 'فَاجَازَ ذَٰلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' رسول پاک ﷺ نے انہیں موثر قرار دیا (صحیح سنن ابن ماجہ الاہلبانی کتاب الطلاق جلد ۳ ص ۳۴۳) اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر اسکے خلاف کسی کا اجتہاد کیوں کر قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اس مسئلہ کو ابن تیمیہ نے یہودیوں اور رافضیوں کی تقلید کرتے ہوئے اپنایا۔ تمام عالم اسلام نے ان کے خلاف آواز اٹھائی جیسا کہ امام صاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے اور لوگوں نے ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مارے اور دمشق کے بازاروں میں پھرایا اس واقعہ کو غیر مقلد عالم شرف الدین دہلوی نے اپنی کتاب "شرفیہ علی الثماریہ" جلد ۲ ص ۲۱۷ پر بیان کیا ہے۔ یاد رہے کہ تمام علمائے دیوبند بھی خود کو زمرہ احناف میں گردانتے ہیں اسلئے انہوں نے بھی احناف اور اجماع امت کے مطابق فیصلہ دیا ہے مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں "تین طلاقیں اس صورت میں واقع ہو گئیں سوائے حلال کے کوئی تدبیر اس کی نہیں" (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۷۵)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب انکے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں جنکا احترام غیر مقلدین کے نزدیک بھی ضروری ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مفتی کبیر حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ "جو شخص تین طلاق دیوے اور مقصود اس کو دونوں مرتبہ اخیر سے تاکید نہ ہو پس اس صورت میں بمذہب جمہور صحابہ و تابعین وائمہ اربعہ و اکثر ائمہ دین و بخاری و جمہور محدثین تین طلاق واقع ہو جاویں گی البتہ بوجہ ارتکاب خلاف طریقہ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا"..... باقی وہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے کان الطلاق علی عہد رسول اللہ وابی بکر و سنین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا فی امر کان لہم فیہ اناة فلو ا مضیناہ علیہم فامضنی علیہم پس اس کی تاویل جمہور محدثین و فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ اوائل میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ اگر کہتے تھے تو اس سے تاکید منظور ہوتی تھی۔ اس وجہ سے وہ ایک ہی طلاق ہوتی تھی نہ یہ کہ تین لفظ سے تین طلاق بھی مقصود ہوں اور پھر وہ ایک ہی ہوئے یہ امام نووی اور ابن ہمام وغیرہا علیہا الرحمۃ نے ذکر کیا" (مجموع فتاویٰ جلد ۲ ص ۲۸۶)

خدارا ذرا غور کیجئے

علاوہ ازیں غیر مقلدین اور مقلدین کے جو متفقہ مدوحین ہیں مثلاً حضور امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی وغیرہم علیہم الرحمۃ سب احناف ہیں اور ان کا فیصلہ اجماع امت کے موافق ہے اس لئے انکے فیصلے نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کیا اتنے جلیل القدر افراد بدعتی ہو سکتے ہیں خدارا ذرا غور کیجئے کہ آپ صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ اور تمام علمائے امت کے استدلال کو باطل قرار

زبان میری ہے بات ان کی

دے کر صرف ابن تیمیہ اور ان کے چند شاگردوں کی تقلید کر رہے ہیں، کیا ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ اور تمام علماء امت سے زیادہ قرآن و حدیث کے منشا کو سمجھتے ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے جو حضرت علامہ زید فاروقی دہلوی نے لکھا ہے ”تاتاریوں نے خلافت اسلامیہ کو برباد کیا اور علامہ ابن تیمیہ نے سواد اعظم اور اجماع امت کی قدر و منزلت کی دھجیاں اڑا دیں علماء اعلام کو اس کا رنج ہے اگر طلاق کے مسئلہ میں علامہ ابن تیمیہ نے جمہور اہل سنت کے مسلک کو چھوڑ کر اثنا عشریہ کی تقلید کی ہے، ان کے شاگرد اعظم علامہ ابن قیم نے متعہ کے مسئلہ میں اثنا عشریہ کا ساتھ دینے کی کوشش کی ہے اور اب چودھویں صدی میں علامہ ابن تیمیہ کے بعض اتباع نے دعویٰ کیا ہے کہ مصحف شریف میں سے سورہ فلق اور سورہ ناس کو خارج کر دینا چاہئے۔ اور یہ آواز بھی اٹھی ہے کہ اشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اس طرح پڑھنا چاہیے اشہد ان محمدًا کان عبدہ ورسولہ اور لا الہ الا اللہ کان محمد رسول اللہ“ (ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء ص ۱۰۲ مطبوعہ دہلی)

موصوف گرامی ابن تیمیہ کی ایک اور برکت نقل فرماتے ہیں۔

”حیرت کا مقام ہے کہ اب علامہ ابن تیمیہ کے شذوذات اور تفردات پر عمل کرنا ہی کمال ایمان سمجھا جا رہا ہے بڑی خوشی سے کہا جا رہا ہے کہ حکومت مصریہ نے ۱۳۴۷ھ میں طلاق کے مسئلہ میں ابن تیمیہ اور اثنا عشریہ کے قول کو قانونی شکل دے دی ہے، مصر نے تو ارتکاب فاحشہ کے جواز کیلئے بھی قانون بنادیا ہے، محرمات شرعیہ کے ارتکاب پر کوئی مواخذہ نہیں رکھا ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۴)

زبان میری ہے بات ان کی

باب نہم

ضرورتِ تقلید

زبان میری ہے بات ان کی

ضرورتِ تقلید

غیر مقلدین حضرات اس امر کا پرو پگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ مقلدین ”کوئی نماز“ پڑھتے ہیں، ہم ”مدنی نماز“ پڑھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید کو اپنا قبلہ آرزو بنا رکھا ہے، ہم صرف رسول اللہ ﷺ کے مقلد ہیں، ہم کہتے ہیں کہ یہ ”مغالطہ آفرینی“ غیر مقلدین کی اسلام دشمنی اور تعصب مزاجی کی بدترین مثال ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہی نماز پڑھی ہے، یا وہی احکام مانے اور پھیلانے ہیں جن کا حکم قرآن و سنت، صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں ”اذا صح الحديث فهو مذهبي“ یعنی صحیح حدیث پر ہی میرا مذہب ہے، ان کو تقلید کا مفہوم ہی نہیں آتا۔ فقہ اعظم کوٹلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جاننا چاہیے کہ تقلید دو قسم پر ہے، تقلید شرعی، تقلید غیر شرعی، غیر کے قول پر بحکم حجت شرعیہ عمل کرنے کو تقلید شرعی کہتے ہیں، اس کو تقلید عرفی بھی کہتے ہیں، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں یہ تقلید نہیں بلکہ عمل بالدلیل ہے، کیونکہ غیر مجتہد کو مجتہد عادل کا قول ماننا اور اس پر عمل کرنا بحکم حجت شرعیہ ثابت ہے۔ اسلئے یہ حقیقتاً تقلید نہ ہوئی بلکہ ماننے والے نے اس دلیل پر عمل کیا، جس دلیل کی رو سے اس کو مجتہد کا قول ماننا لازم تھا۔ غیر کے

زبان میری ہے بات ان کی

اول پر بلا حجت شرعیہ عمل کرنا تقلید غیر شرعی ہے اس کو تقلید حقیقی بھی کہتے ہیں۔ ہم جس تقلید کو ضروری کہتے ہیں وہ تقلید شرعی یا عرفی ہے نہ کہ تقلید حقیقی یا شرعی، تقلید حقیقی کو ہم میں سے کوئی ضروری نہیں کہتا“ (فقہ الفقہ ص ۴۶)

یہ بالکل حقیقت ہے کہ دور صحابہ کے بعد زمانے میں فکری انقلابات برپا ہوئے، خوارج، معتزلہ، روافض اہل قدر و جبر وغیرہ گمراہ فرقوں نے جنم لیا، اسلامی عقائد و اعمال پر گمراہی کی تھیں جنہ لگیں تو امت مسلمہ نے اس میں مالیت کبھی کہ درجہ اجتہاد پر فائز جلیل القدر ائمہ اربعہ کے علم قرآن و حدیث پر اتکا کر لیا۔ اور بدعت و ضلالت سے بچ گئی۔ اب جو شخص کہتا ہے کہ ائمہ اربعہ نے قرآن و حدیث کی بجائے اپنے قول و عمل پر لوگوں کو چلایا ہے تو وہ بالکل یوقوف ہے اور یا دانستہ طور پر امت مسلمہ کے اجماعی فیصلے کو پارہ پارہ کر کے اسلام دشمنوں کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے کیا خوب فرمایا ہے ”حقیقت صرف اتنی ہے کہ مقلدین قرآن و حدیث کے ان احکام پر عمل کرتے ہیں جو ائمہ دین نے بیان کئے، جن کے علم و عمل اور تقویٰ و دیانت پہ تمام دنیا کے مسلمان متفق ہیں جبکہ غیر مقلدین براہ راست قرآن و حدیث سے احکام حاصل کرتے ہیں اور اجتہاد کے مدعی ہیں، ان غیر مقلدین کو قرآن و حدیث کے فہم میں ائمہ مجتہدین سے کیا نسبت؟“ (آب الہیہ کا تحقیقی جائزہ ص ۳۱۴)

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کرام نے ہر معاملہ میں پہلے قرآن و حدیث کو دیکھا پھر خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے اجتہاد کیا۔ غیر مجتہد کے پاس اتنا علم و فکر نہیں ہوتا کہ وہ قرآن و حدیث کی

زبان میری ہے بات ان کی

مراد کو کماحقہ سمجھ سکے، اسلئے اسے ہدایت تلاش کرنے کیلئے کسی پیشوا کی ضرورت ہوگی، قرآن پاک نے بھی فرمایا واتبع سبیل من اناب الی، اس کی اتباع کر جس نے میری طرف رجوع کیا، غیر مقلدین نے اس اتباع کو ضروری نہیں سمجھا اس لئے ہر قدم پر ”لا جواب ٹھو کریں“ کھائی ہیں۔ جناب مولانا وحید الزماں غیر مقلد کو بھی اس بات کا پوری طرح احساس تھا، انہوں نے فرمایا:

☆ ”غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیس اہل حدیث کہتے ہیں، انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے، نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر، صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے، اس کو بھی نہیں مانتے“ (حیات وحید الزماں ص ۱۰۲)

☆ ”ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا، بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا کہنے لگے، بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟“ (ایضاً ص ۱۰۲)

ہم اس موضوع پر مزید لکھتے، لیکن مقصود یہ ہے کہ اگر اہل سنت و جماعت ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ سے بدعتی اور جہنمی ہیں تو آپ کے وہ اکابر کیا

زبان میری ہے بات ان کی

اس جہنم نے خود ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کی تقلید کی ہے۔ یا تقلید کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا ہے۔ آئیے ذرا ان کے ارشادات پڑھیے اور ضمیر کی روشنی میں فیصلہ کیجئے۔

علامہ محمد حسین بٹالوی کا فیصلہ

انگریزوں کے دربار سے اپنے فرقے کے لئے وہابی نام کی بجائے ”الحدیث“ کا نام الاٹ کرانیوالے غیر مقلد مولانا محمد حسین بٹالوی ”محسن و اہمیت“ کا ارشاد ہے۔

”جو لوگ قرآن حدیث سے خبر نہ رکھتے ہوں، علوم عربیہ ادبیہ سے اور خادم قرآن و حدیث ہیں محض نا آشنا ہوں صرف اردو فارسی تراجم پڑھ کر یا لوگوں سے سن کر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک تقلید بن بیٹھیں ان کے حق میں ترک تقلید بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔ پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دین داروں کے بے دین ہو جانے کیلئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا ہماری سبب ہے“ (اشانۃ السنۃ جلد ۱۱ نمبر ۲، الحدیث اپنے اکابر کی نظر میں ص ۳۲ بحوالہ خیر العقیدہ)

مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

الحدیث کے محقق مولوی وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں کہ ”عام آدمی کیلئے اصول و فروع میں علماء کی تقلید ضروری ہے، جبکہ

زبان میری ہے بات ان کی

ان میں سے ہر ایک شخص نظر و اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا پس اسکے ساتھ ان تکلف ان کیلئے تکلیف کا باعث ہے جسکی ان میں وسعت اور طاقت نہیں“

(ہدیۃ المحدث ص ۱۶۶)

علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

غیر مقلدین اہل حدیث کے امام علامہ ابن تیمیہ بھی مقلد تھے جیسا کہ نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے رقم فرمایا۔

☆ ”احمد بن حلیم بن مجدالدین عبدالسلام بن عبیداللہ بن عبد اللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحرانی ثم المشقی الحنبلی صاحب منهاج السنة“ (الفوائد البیہ فی تراجم الخفیہ ص ۸)

نوٹ:- یعنی ابن تیمیہ حنبلی اگر ابن تیمیہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں تو وہ درست ہیں اور عالم اسلام کا غالب ترین حصہ امام اعظمؒ کی تقلید کرے تو وہ بدعتی و جہنمی ہے واہ کیا معیار انصاف ہے؟

اصحاب صحاح کا فیصلہ

نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے کتاب ”الخطہ“ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ امام بخاری، امام ابوداؤد اور امام نسائی شافعی تھے امام ابوداؤد کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ حنبلی تھے (بحوالہ فقہ الفقہ ص ۶۷، ۶۸)

نوٹ: غیر مقلدین کو صحاح ستہ کی روایات پر بڑا فخر ہے ہونا بھی چاہیے ہم بھی ان روایات کا احترام کرتے ہیں مگر ان کو اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ حدیث کے اتنے بڑے امام بھی حضرت امام شافعی و احمد بن حنبلؒ کی تقلید میں

زبان میری ہے بات ان کی

ہلے ہوئے ہیں یعنی بدعتی ہو گئے ہیں کہیں بدعتیوں کی بیان کردہ روایات کو قبول کرنے سے ان کی پارسائی میں تو فرق نہیں آئے گا۔

مولوی نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے شیخ الکل جناب مولوی نذیر حسین دہلوی کا ارشاد ہے۔ ”باقی رہی تقلید وقت لاعلمی کے سو یہ چار قسم ہے قسم اول واجب اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کے سے لاعلمی اسعین جس کو شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے (فقہ الفقہ ص ۳۷۰)

(معاذ معیار الحق مصنف نذیر حسین دہلوی)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

نواب اہل حدیث جناب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب سراج الوداع جلد ۲ ص ۲۰۶ میں حدیث ”الذین انصیحہ“ کی شرح میں لکھا ہے۔

وقد يتناول على الائمة الذين هم علماء الدين وان من نصيحتهم قبول ما رآوه وتقليد هم في الاحكام حدیث میں ائمۃ المسلمین سے مراد علمائے دین بھی ہو سکتا ہے اور انکی نصیحت میں سے یہ ہے کہ انکی روایت قبول کی جائے اور احکام میں انکی تقلید کی جائے“ (فقہ الفقہ ص ۳۷۲)

علامہ ابن قیم کا فیصلہ

علامہ ابن تیمیہ کے نامور شاگرد اور غیر مقلدین کے مددگار جناب ابن قیم الجوزی اپنی کتاب اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۴ میں فرماتے ہیں۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”اسلام کے فقہاء اور وہ علماء جن کے اقوال پر لوگوں کے فتووں کا مدار ہے احکام کے استنباط کرنے کیلئے خاص کئے گئے اور حلال و حرام کے قواعد ضبط کرنے میں منتخب ہوئے وہ دنیا میں آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جن سے لوگ اندھیروں میں راہ پاتے ہیں لوگوں کو ان کی حاجت کھانے پینے کی حاجت سے بڑی ہے اور نص کتاب سے ثابت ہے کہ ان کی اطاعت ماں باپ کی اطاعت سے بھی زیادہ فرض ہے“ (فقہ الفقہ ص ۳۷۲)

حافظ عبداللہ روپڑی کا فیصلہ

مناظر اہل حدیث عبداللہ روپڑی کا ارشاد ہے۔

☆ ”افسوس صد افسوس کہ اب ہمارے ہی درمیان سے ایک ایسا فرقہ نکلا ہے جو سے بھی چار رتی بڑھ کر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہزار ہا صحابہ حاضرین مجلس جن کی ہدایت و درایت پر ساری امت متفق ہے کسی آیت کی تفسیر میں غلطی پر ہوں اور ہم اس میں مصیب ہوں۔ تو کوئی بعید امر نہیں گویا ان کے نزدیک قرآن مجید کا ظاہری مطلب بھی ایسا مشکل ہے کہ ایک امام نہیں دو امام نہیں بلکہ ہزاروں ائمہ اس سے غفلت کر جاتے ہیں پھر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر بھی ایمان ہے“ (درایت تفسیری ص ۱۶)

قاضی عبدالاحد خانپوری کا فیصلہ

مشہور غیر مقلد عالم مولوی القاضی عبدالاحد خانپوری کا ارشاد ہے۔

☆ ”اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ”ما جاء به الرسول“ سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ

زبان میری ہے بات ان کی

اورے ہیں شیعہ و روافض کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور اہل کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ اور زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف یہ حال بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے یعنی مثل اہل تشیع (غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں ص ۳۰)

نوٹ:- جناب قاضی صاحب یہ واضح فرما رہے ہیں کہ اہل حدیث غیر مقلدین اپنی آزاد روش کی وجہ سے شیعہ و روافض کی طرح ملاحدہ و زنادقہ کا دروازہ تھے کیونکہ انہوں نے دین میں من مانیوں کیوں قرآن و حدیث کو اپنی لگن نارسا کا تختہ مشق بنایا ویسے ہی آج کل ”یہ فریضہ“ غیر مقلدین سرانجام دے رہے ہیں۔ میاں نذیر احمد دہلوی غیر مقلد کے خسر نامدار مولانا عبدالحق صاحب نے خوب فرمایا ہے۔ ”جیسے یہ نئے مذہب والے (غیر مقلدین) ہیں کہ کسی مذہب کو نہیں مانتے تو مقرر اجماع امت مرحومہ کا مخالف ہے اس کو کہی خالص جاننا عین ذلالت ہے“ (تنبیہ الضالین ص ۳۹)

مولانا داؤد غزنوی کا فیصلہ

خاندان غزنوی کے رکن امام اہل حدیث مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا:

☆ ”دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی راہنمائی کرتے ہیں بلاوجہ نہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقے میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ائمہ اربعہ کا تذکرہ حقارت سے کرتے ہیں یہ رحمان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے۔ اور ہمیں سختی سے اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے“ (داؤد غزنوی ص ۸۸) مزید فرماتے ہیں ”مولوی اسحاق!

زبان میری ہے بات ان کی

جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت عزت کرتا ہے امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے“ (داؤد غزنوی ص ۱۳۶)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب تقلید کے جواز پر متفقہ شخصیات مبارکہ کے فیصلے رقم کئے جاتے ہیں شاید ان پاکبازوں کا کوئی جملہ ان ”خاکبازوں“ کی سمجھ میں آجائے اور ہدایت کا نور نصیب ہو جائے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

عرفان کے مجتہد اعظم، سرمایہ ملت کے نگہبان عظمت قوم پاسبان حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:

☆ ”ان علوم سے جو کتاب و سنت سے حاصل ہوتے ہیں وہی معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے کتاب و سنت سے اخذ کئے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ بھی اپنے فاسد عقائد کو اپنے خیال فاسد سے کتاب و سنت ہی سے اخذ کرتا ہے۔ پس انکے مفہوم و معانی میں ہر معنی پر اعتبار نہ کرنا چاہیے۔“ (دفتر اول مکتوب ۱۹۲)

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”جس طرح کتاب و سنت کے موافق اعتقاد کا درست کرنا ضروری ہے اسی طرح انکے موافق جیسے علمائے مجتہدین نے کتاب و سنت سے استنباط فرمایا ہے۔ اور احکام حلال و حرام و فرض و واجب و مستحب و مکروہ و مشتبہ ان سے نکالے ہیں ان کا علم و عمل بھی ضروری ہے عقل کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب و سنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے“ (مکتوب ۲۸۶ دفتر اول)

☆ ”ولایت خاصہ والے لوگ اور عام مومنین مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں“ انکے کشف اور الہام زیادتی نہیں بخشے اور تقلید سے باہر نہیں نکالتے“ (دفتر دوم مکتوب)

☆ ”بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتیٰ کہ احادیث مرسل کو احادیث سند کی طرح متابعت کے لائق مانتے ہیں اور اپنی رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی قول صحابہ کو حضرت محمد ﷺ کے شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں دوسروں کا ایسا حال نہیں پھر بھی مخالف ان کو ”صاحب رائے“ کہتے ہیں اور بہت بے ادبی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ سب لوگ ان کے علم و ورع و تقویٰ کا اقرار کرتے ہیں حق تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو بیزار نہ کریں اور اسلام کے سواد اعظم کو ایذا نہ دیں“ (دفتر اول)

(پ ۵۵)

حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”ان چار مذاہب کی تقلید کے جواز پر آج تک امت کا اجماع ہے۔ اور اس میں کئی مصلحین ہیں جو پوشیدہ نہیں، خصوصاً اس زمانہ میں کہ ہمتیں بہت قاصر ہیں اور لوگوں کے دلوں میں ہوائے نفسانی بھری ہوئی ہے۔ اور ہر ایک اپنی رائے کو پسند کرتا ہے“ (فقہ الفقہ ص ۳۷۱ بحوالہ جۃ اللہ البالغہ)

☆ ”جب ان چار مذاہب کے سوا باقی مذاہب مٹ گئے تو ان کا اتباع سواد اعظم کا اتباع اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہے“ (ایضاً بحوالہ انصاف عقد الجید)

☆ ”زمانہ صحابہ سے مذاہب اربعہ کے ظہور تک لوگ بلا انکار کسی نہ کسی عالم کی ہمیشہ تقلید کرتے رہے۔ اگر یہ باطل ہوتا تو علماء ضرور انکار کرتے“

(ایضاً ص ۵۵ بحوالہ عقد الجید)

☆ ”صحابہ کرام شہروں میں متفرق ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک اس جانب کا مقتدا بن گیا اور بہت سے معاملے اور مسائل پیش آئے، لوگوں نے فتویٰ پوچھنا شروع کیا تو ہر ایک صحابی نے اپنی یاد یا استنباط سے جواب دیا۔ اگر یاد اور استنباط میں جواب نہ ملا تو اپنی رائے سے اجتہاد کیا“ (ایضاً بحوالہ جۃ اللہ البالغہ)

☆ ”جب ہند اور ماورائے النہر کے شہروں میں کوئی بے علم شخص ہو اور وہاں کوئی شافعی، مالکی اور حنبلی عالم نہ ہو اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو تو اس پر امام ابوحنیفہ کے مذاہب کی تقلید واجب ہے۔ اور اس پر حرام ہے کہ امام کے مذاہب کو ترک کرے کیونکہ وہ اس وقت شریعت کا فلاحہ گلے سے اتار پھینکے گا اور بے کار اور مہمل ہو جائے گا“ (الانصاف ص ۲۲)

زبان میری ہے بات ان کی

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مفتی اسلام حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی قدس سرہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”ملحد نیچریوں کے چھوٹے بھائی غیر مقلدین ہیں۔ جنہوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ انکے اور اہل حدیث کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان دونوں فرقوں کا فساد ہندوستان کے تمام شہروں اور بیرون ہند کے بعض شہروں میں پھیل گیا ہے۔ چنانچہ شہر خراب ہو گئے، جھگڑا اور عناد پیدا ہو گیا“ (الآثار المرفوعہ ص ۹)

خدا را ذرا غور کیجئے

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے اندر آزاد خیالی اور وسیع مشربی کی جو باروز بروز ترقی کر رہی ہے اسکا ہولناک احساس انکے رہنماؤں کو بھی بری طرح تنگ کرتا رہا۔ حسین احمد بٹالوی نے لکھا ہے۔

☆ ”قادیان سے مرزا پیدا ہوا تو اس کو بھی اہل حدیث کے مولوی حکیم نور الدین بھیروی، جھونی، اور مولوی احسن امر و ہوی بھوپالی نے ویلکم یا لبیک کہا۔ فتنہ انکار حدیث نے مسجد جینیا نوالی میں جو اہل حدیث کی مسجد ہے سے جنم لیا۔ اور چٹو و محکم الدین وغیرہ (اہل حدیث) کی گود میں نشوونما پایا۔ اور یہی مسجد مذہب چکڑالوی کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا“ (اشاعت السنہ جلد ۱۹ شمارہ ۸ ص ۲۵۲)

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے والد گرامی کا فرمان لکھا ہے کہ ”والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے پہلے وہابیت، پھر نیچریت، نیچریت کے بعد تیسری منزل جو الحاد قطعی ہے اسکا وہ ذکر نہیں کرتے

زبان میری ہے بات ان کی

تھے اس لئے کہ وہ نیچریت کو ہی الحادِ قطعی سمجھتے تھے میں (آزاد) اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے۔ اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا، سرسید احمد خان کو بھی پہلی منزل وہابیت ہی پیش آئی تھی“ (آزاد کی کہانی ص ۳۸۱)

اس عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ مرزائیت اور حدیث کی بغاوت کی جتنی تحریکیں چلیں سب کو غیر مقلدین کے ”چشمہ صافی“ سے پروان چڑھنے کا موقع ملا، رئیس الوہابیہ امرتسری کا فتویٰ بھی ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اگر یہ لوگ کسی امام کے مقلد ہوتے، اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق قرآن و حدیث سے استفادہ کرتے تو یہ رسوائی نصیب نہ ہوتی۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا بیان ہے۔

☆ ”ایسے ہی اکثر غیر مقلدین ہیں، حدیث کا تو نام ہی نام ہے، محض قیاسات ہی قیاسات ہیں، اپنے ہی مقلد ہیں، حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو نام و نشان نہیں، وہ ادب ہے، نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں، جسکو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں، بڑے جری ہیں“ (افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۴)

☆ ”غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے، البتہ مقلد ہونا مشکل ہے، کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا، جسے چاہا بدعت کہہ دیا، جسے چاہا سنت کہہ دیا، کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا۔ اسکو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے، بعض آزاد غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سائڈ ہوتے ہیں۔ اس کھیت میں منہ مارا، اس کھیت میں منہ مارا، نہ کوئی کھوٹا ہے نہ کوئی تھان ہے“ (ایضاً جلد ۳ ص ۳۲۲)

☆ ”ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگے ہیں“

زبان میری ہے بات ان کی

(ایضاً جلد ۲ ص ۳۲۲)

یہ سب حقائق اپنی جگہ لیکن ہمارا تو مطالبہ یہ ہے کہ آپ لوگ بڑے شوق سے تقلید کا بوجھ اتار پھینکیں لیکن اسکی وجہ سے دوسروں کو مطعون ملعون نہ سمجھیں، اگر سمجھنا ہے تو اپنے اکابر ابن تیمیہ، شوکانی، ابن قیم اور وحید الزماں وغیرہ کو بھی سمجھیں جنہوں نے تقلید کی اہمیت و ضرورت کو سمجھا ہے۔ اور اس پر زور بھی دیا ہے۔ کیا آپ اس زہر کو نگلنے کیلئے تیار ہیں؟

ناطقہ سر بگریاں ہے

غیر مقلدین کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ حدیث پر عمل کرنے کے دعویدار ہیں، کیا انکے جہلا اور عوام الناس اپنی مرضی سے حدیث کے مشکل مقامات سے مسائل اخذ کر سکتے ہیں، نہیں یقیناً نہیں، تو پھر وہ سب اپنے علماء غیر مقلدین کے دست نگر ہیں، ان کے فہم و فکر کے محتاج ہیں، جس طرح وہ کہتے ہیں یہ اس طرح کرتے ہیں۔ تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے رہبانوں اور احباروں کو اپنا معبود سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اگر ان علماء غیر مقلدین کے کہنے پر عقیدہ و عمل کا قبلہ تعمیر کرنا درست ہے تو ائمہ اربعہ جیسے عظیم مجتہدین کرام کی تحقیقات پر عمل کرنا کیونکر غلط، غلو فی الدین اور بدعت و ضلالت کا سزاوار ہو سکتا ہے۔ کیا مرشد ان غیر مقلدین ابن تیمیہ تک بھی امام اعظم، امام شافعی، امام مالک اور احمد بن حنبل جیسے لوگوں کے ہمسر ہو سکتے ہیں یا انکا خلوص دین انکے خلوص دین کی برابری کر سکتا ہے؟ یا ان کا زمانہ انکے زمانے کی نسبت صحابہ و تابعین کے زمانے سے زیادہ قریب ہے، ہمارے امام اعظم

زبان میری ہے بات ان کی

نے تو سیدھا صحابہ کرام کی مجالس سے فیض اٹھایا ہے حضرت انس بن مالک
عبداللہ بن اوفی جیسے صحابہ کبار رضی اللہ عنہما سے حدیثیں سنی ہیں، امام بخاری و
مسلم کے راویوں میں رافزی، قدری، جبری، معتزلہ اور دیگر بد مذہب لوگ
شامل ہیں لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ کے راویوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو
بد عقیدہ ہو، ضعیف ہو، مدلس ہو، کذاب ہو، کیوں کہ وہ تو حدیث صحابہ کرام
سے لیتے ہیں یا تابعین عظام سے لیتے ہیں۔ آپ نے امام حماد، امام ثحفی، امام
علقمہ جیسے تابعین کا فیض حاصل کیا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کا فیض حاصل کیا ہے اور انہوں نے بلا واسطہ سینہ الم نشرح کی
تجلیوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ لہذا امام اعظم کی فقہ کوئی نہیں، ”بلکہ فقہ ابن
مسعودی ہے یا بطریق دوم فقہ محمدی ہے“ (فقہ الفقہ از فقہ اعظم کوٹلوی ص
۴۰) اسلئے یہ سچی بات ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مرویات صحاح ستہ کی
روایات سے زیادہ قابل اعتماد ہونی چاہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ غیر مقلدین کو
یہ سیدھی سادی بات دکھائی نہیں دیتی، وہ ایک جلیل القدر تابعی کے راستے کو
چھوڑ کر ابن تیمیہ شوکانی اور ابن قیم کے راستے پر چل کر قرآن و حدیث کا
فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ابن عبدالوہاب، اسماعیل دہلوی اور نواب صدیق
حسن اور اپنے گلی محلے کے مولویوں کے پیچھے چل کر فلسفہ اسلام کو سمجھنا
چاہتے ہیں۔ اسکا نتیجہ سامنے ہے کہ آج ساری امت محمدیہ انکے ”شُرک و کفر“
کے میز انکوں کی زد میں ہے، عالم اسلام کو درپیش مسائل کا کوئی شعور نہیں، جہاد
میں اہم ترین رکن اتحاد ہے، لیکن غیر مقلدین جہاد کے نام پر بھی داتا علی
ہجویری، خواجہ اجیری، مولانا روم علیہم الرحمۃ اور ان جیسے ہزاروں پاکبازوں

زبان میری ہے بات ان کی

کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے انکے نام لیوؤں کے دل چھلنی کر رہے ہیں، مجلۃ
الدعوة اس کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ ساری امت محمدیہ ”محمدی بزرگوں“ کے نقش
قدم پر چل کر گمراہ ہو جاتی ہے اور یہ ابن قیم وغیرہ کے نقش قدم پر چل کر
ہدایت یاب ہیں، کیا انداز استدلال ہے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے بلا تبصرہ ایک
والہ نوٹ فرمائیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں۔

”مولانا ولایت علی کی جماعت کے دوسرے ممتاز عالم نواب صدیق
حسن خان ہیں، اپنی کتاب الجملہ کی تصنیف تک حزب ولی اللہ کے معارف کی
ترجمانی کرتے رہے، لیکن اسکے بعد انکی ”سیاسی مصلحت“ نے ان کو امام شوکانی
کے اتباع پر مجبور کر دیا“ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۱۳۷)



زبان میری ہے بات ان کی

مغز و سر آں، روح ایماں، جانِ دین
 ہست حُبِّ رحمۃِ تلح المین
 در دلِ مُسلمِ مہتِ امِ مصطفیٰ است
 آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

زبان میری ہے بات ان کی

باب دہم

ایمان والدینِ مصطفیٰ

زبان میری ہے بات ان کی

ایمان والدین مصطفیٰ

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما ایمان کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ وہ دور جہالت کی اعتقادی اور عملی برائیوں سے گوہر شبنم کی طرح پاک و صاف رہے ان میں سے کوئی ایک بھی کبھی شرک و کفر کی کسی رسم کا مرتکب نہ ہوا۔ بلکہ کفر و شرک سے نفرت اور برأت کا اعلان فرماتے رہے۔ لیکن اسکے باوجود گستاخ ملاؤں کو ان کے ایمان میں شک نظر آتا ہے۔ اور اس عقیدے پر اہل سنت و جماعت کو کوستے رہتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ آئیے اس عقیدے کی حقانیت آپ کے بعض اکابر نے بھی تسلیم کی ہے، حوصلہ کر کے ان کے خلاف بھی ویسی ہی زبان استعمال کی جائے جو ہمارے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔

میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

الحدیث غیر مقلدین کے مولانا میر ابراہیم نے واضح طور پر لکھا ہے۔
☆ ”آحضرت ﷺ کے والدین کی اخلاقی پاکیزگی اور عملی طہارت ہر کہ و مہ کے نزدیک مسلم ہے۔ باقی رہا مذہبی طور پر اعتقادی حالت، سو اس کیلئے اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے بت کو سجدہ

زبان میری ہے بات ان کی

ایسا اسکے نام کی نذر و قربانی چڑھائی یا کسی بت سے دعا کی ایسی شہادت کہیں دستیاب نہیں ہو سکے گی۔ پس کسی معین پاکباز اور صالح الاعمال شخص کے حلق اس کی بزرگی کے برخلاف کوئی ایسی رائے قائم کرنی جسکی تائید میں کوئی دلائل نہ ہو ہرگز ہرگز درست نہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: **قل مولود علی الفطرة یعنی ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔** پس جب تک الی ذمہ داری کی عمر میں اسکے برخلاف کفر و شرک کے عقائد و اعمال ثابت نہ ہوں اسے کافر و مشرک نہیں کہہ سکتے“ (سیرت المصطفیٰ ص ۷۹)

”آنحضرتؐ کے والدین اپنے بزرگوں کی طرح اپنے جد اعلیٰ حضرت علیہ السلام کے دین پر تھے کیونکہ انکے برخلاف شرک و بت پرستی ہرگز ثابت نہیں“ (ایضاً ص ۹۱)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے نابغہ عصر جناب صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔
”اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے علیٰ ما قیل واللہ اعلم، ماثبت بالسنہ میں کہا ہے کہ بعض علماء نے اہم کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین ناجی ہیں وہ آگ میں ہرگز نہیں۔ ان کے ابا شرفا کے بارے میں کلام طویل ہے، اور اس باب میں سکوت احوط ہے“ (اشامة العنبر یہ فی مولد خیر البریہ ص ۷۱)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

ایمان والدین مصطفیٰ کے بارے میں امت محمدیہ کے جلیل القدر ائمہ کرام

زبان میری ہے بات ان کی

نے کھل کر لکھا ہے اور ایمان کے اثبات میں زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ بالخصوص حضرت امام جلال الدین سیوطی نے چھ رسائل قلم بند فرمائے۔ علامہ محبت الدین احمد طبری نے ذخائر العقبیٰ میں ذکر فرمایا: امام احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں بیان کیا۔ شیخ علی بن برہان الدین حلبی نے السیرۃ الخلدیہ میں اس کی تحقیق فرمائی۔ ان تمام ائمہ کو اہل حدیث و دیوبندی حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ذیل میں ہم ان امان والا تبار کے فیصلے نقل کرتے ہیں جن کے بارے میں انکے کسی فرد کو التباس نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ”مشہور ہے کہ علم جملی جو صفات اضافیہ میں سے ہیں، آنحضرتؐ ایک نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوئے رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے اور مصلحتوں کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے۔ دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور محمد اور احمد (ﷺ) کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے۔ (دفتر سوم مکتوب ۱۰۰) نوٹ:- اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا نور پاک ہے۔ اور اس نے اس نور کی جلوہ گری کیلئے پاک لوگوں کا انتخاب فرمایا: ظاہر ہے حضور ﷺ کے آباء کرام ایمان کی دولت سے مشرف تھے توحید کے علمبردار تھے اسی لئے پاک تھے کافر و مشرک تو نجس (ناپاک) ہوتے ہیں۔ وہ نور مصطفیٰ کا محل کہہ بن سکتے تھے۔ ہر آدمی پاکیزہ چیز کیلئے پاکیزہ برتن کا انتخاب کرتا ہے کیا اللہ

تعالیٰ کے بارے میں کوئی مومن یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ اس نے اس نور پاک کیلئے اس کی شایان شان صلبوں اور رحموں کا انتخاب نہیں کیا؟

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحمد ثین حضرت علامہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ”آنحضرت ﷺ کے تمام آباء کرام حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ تک سب کے سب کفر کی میل اور شرک کی پلیدی سے ظاہر و ظہر ہیں جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا“ (ایضاً اللغات جلد ۲ ص ۴۶۶)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

سند المحمد ثین شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے ایمان ابوین کے بارے میں علماء امت کے تین مسلک بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

☆ ”خلاصہ یہ ہے کہ علماء ابوین شریفین کی نجات ثابت کرتے ہیں اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے ابوین شریفین کی نجات ثابت کرنے میں علماء کے تین مسلک ہیں“ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۲۹۵) پھر اپنی رائے دیتے ہیں۔

☆ ”بہت بہتر ہے کہ ان مسائل میں سکوت اختیار کیا جاوے“ (ایضاً ص ۲۹۷)

خدا را ذرا غور کیجئے

قارئین کرام ذرا غور کیجئے کہ جن غیر مقلد اور دیوبندی کار پردازوں نے

اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ اور اسکے پاک محبوبوں کی شان اقدس میں سینکڑوں گستاخیاں کی ہیں وہ سب شیخ القرآن، قطب الاقطاب، مجدد اور اعلیٰ درجے کے محدث اور راہ خدا میں جانیں قربان کرنے والے شہید قرار پائے اور جن مقدس و مطہر آبائے کرام اور امہات طاہرات نے نور مصطفیٰ ﷺ کی امانت سرمدی کو گوہر شاداب کی صورت سنبھالے رکھا وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نجات کے مستحق نہیں۔ کیا پیمانہ عدل ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ دنیا کے کسی کافر و مشرک کا نام عبد اللہ یعنی ”اللہ کا بندہ“ ہے اور آمنہ یعنی ”ایمان اور امن والی“ ہے۔ اللہ حضور فخر کائنات ﷺ کے ابوین کریمین تو نگاہ قدرت کا حسن انتخاب ہیں جن کی گود میں انبیاء کا تاجدار جلوہ فرما ہوا۔ لیکن یہ ”توحید والے“ اپنے غلط عقیدوں سے کس طرح محبوب خدا کو ناراض کر رہے ہیں۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

ہم کہتے ہیں چلو آپ کا عقیدہ آپکے ساتھ لیکن آپ اپنے اکابر نواب صدیق حسن بھوپالی اور میر ابراہیم سیالکوٹی پر لگائیں کونسا فتویٰ لگاتے ہیں، ہم بھی دیکھیں بازوئے قاتل میں کتنا دم خم ہے؟

ناطقہ سر بگریباں ہے

یزید عنید ان لوگوں کی محبوب شخصیت ہے۔ اس کی شان میں یہ لہجہ ”رشید ابن رشید“ ”معارف یزید“ نامی رسوائے زمانہ کتابیں لکھ چکے ہیں جن کی تصدیق ان کے اکابر نے کی ہے۔ وہ یزید قاتل اہل بیت ہادم شریعت

ارن ملت کا مکروہ ترین کردار ان کو بہت پسند ہے۔ اور جن عظیم ہستیوں نے اور جہالت میں بھی اپنا دامن عصمت ہر قسم کی اعتقادی و عملی آلودگیوں سے پاک رکھا ان کے بارے میں ان کی ہرزہ سرائیاں کتنی عام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے والدین جنت میں نہیں جائیں گے اور یزید جیسے پلید جنت میں جائیں گے، ہم حیران ہیں کہ کیا جنت ان مولویوں کی جاگیر ہے جس کو چاہیں اس جس کو چاہیں نہ دیں۔ یاد رکھو جنت رسول اللہ ﷺ کی ملکیت و وراثت ہے۔ اور اس کے سب سے زیادہ حقدار ان کے والد گرامی اور والدہ محترمہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ اگر عقل و فکر کا جنازہ نہیں نکل گیا تو اپنی ”توحید“ کا قبلہ درست کر لیا جائے ورنہ قیامت میں کسی شیخ الاسلام نے کام نہیں آنا۔ یاد رہے کہ غیر مقلدین کی اکثریت نے اس مسئلے میں ابن تیمیہ کی تقلید کی ہے۔ ہجرت ہے۔

دل نہ آئے تو گل و لالہ کی رنگینیاں بھی بیچ

اور آجائے تو کانٹوں سے بہل جاتا ہے دل



بمُصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُونہ رسیدی تمام بولہی ست

زبان میری ہے بات ان کی

باب یازدہم

اذان کے ساتھ درود

زبان میری ہے بات ان کی

اذان کے ساتھ درود

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہر نیک عمل کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے باعث برکت ہے۔ قبول دوام کا پیش خیمہ ہے۔ اس مسئلہ پر ہمارے پاس بہت سے دلائل ہیں۔ لیکن غیر مقلدین و دیوبندی حضرات نے ہمیشہ ہمارے اس جذبہ محبت کو بدعت و ضلالت کا نام دے کر ہمارے دل مجروح کئے ہیں۔ بالخصوص اذان کے اول و آخر درود کو تو یہ لوگ قطعاً برداشت نہیں کرتے۔

بلکہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت نے ”اذان میں اضافہ“ کر دیا ہے استغفر اللہ! ایسی کوئی بات نہیں درود پاک ہرگز اذان کا حصہ نہیں۔ پھر حیرت ناک بات ہے کہ اس کی حرمت و ممانعت کے لئے کوئی دلیل قطعی پیش کرنے کی بجائے الٹا ہمیں کوستے ہیں۔ بچارے اتنا بھی نہیں جانتے کہ دلیل جواز کیلئے نہیں حرمت کیلئے مطلوب ہوتی ہے کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے اَصْلُ الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ ہر چیز کی اصل اباحت ہے۔ اسے حرام قرار دینے کیلئے کسی نص کی ضرورت ہوتی ہے تو لائیں کوئی نص قرآن کی کوئی آیت پیش کریں یا حضور ﷺ کی کوئی حدیث پیش کریں۔ جس میں وارڈ ہو کہ اذان کے اول و آخر درود حرام ہے بدعت ہے ممنوع ہے۔ چلو صحابہ کرام کا

زبان میری ہے بات ان کی

کوئی قول پیش کر دیں۔ جب کوئی دلیل نہیں تو کیوں دین کو اپنے فکر پریشان کا تختہ مشق بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیا یوم قیامت یاد نہیں؟

ہمارے پاس تو جواز کی بہترین دلیل ہے اولاً قرآن پاک نے وقت کی کوئی حد نہیں لگائی، ثانیاً رسول اللہ نے فرمایا: ”ہر نیک کام سے پہلے مجھ پر درود پڑھو“ یاد رہے کہ اس حدیث کو غیر مقلدین کے امام حافظ ابن القیم الجوزی نے ہی اپنی کتاب جلاء الافہام میں نقل فرمایا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کیا اذان نیک کام نہیں؟ اور اذان کے بعد درود پڑھنے کی واضح حدیث مسلم شریف جلد اول میں موجود ہے۔ نیز القول البدیع سنن الکبریٰ وغیرہ میں بھی واضح حدیث موجود ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جب موزن کی آواز سنو جو وہ کہے وہی تم کہو، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ“ پھر مجھ پر درود پڑھو“

یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چودھویں صدی کی بدعت ہے حالانکہ ۳۶۴ھ میں وصال فرمانے والے امت کے بلند پایہ محدث امام ابو بکر ابن السنی علیہ الرحمۃ نے باب باندھا ہے باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند الاذان یعنی اذان کے وقت حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کا باب صدیوں پہلے قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے بھی ”عند الاذان“ کے الفاظ استعمال فرمائے (شفا جلد ۵ ص ۵۲) علامہ عثمان بن محمد کی نے اسے مسنون لکھا ہے (اعانة الطالبین جلد ۱ ص ۲۲۳)

یہ حقیقت افروز کلام شاید کسی کی عقل میں نہ آئے لیکن ہم انکے اکابر کی تحریروں کا آئینہ پیش کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اب ”مفتیان کرام“

زبان میری ہے بات ان کی

کا کیا فتویٰ ہے“

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”بہت سے اوقات میں آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں اتر وارد ہے۔ سوان میں سے بعض وقتوں میں درود پڑھنا واجب ہے اور بعض میں مستحب ہے۔ جیسے ہم بیان کرتے ہیں۔ پس ان میں سے ایک اذان کے بعد اس حدیث کی وجہ سے امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی موزن کو تم اذان دیتے سنو تو جیسے وہ کہتا ہے اس طرح کہو پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے“ (تفسیر ترجمان القرآن جلد ۱۱ ص ۴۰۱)

مولوی ذکریا سہارنپوری کا فیصلہ

تبلیغی جماعت کے ”نصاب ساز“ مولانا محمد ذکریا سہارنپوری نے درود پاک کے اوقات رقم فرمائے ہیں مثلاً

☆ ”نماز سے فراغ پر نماز قائم ہونے کے وقت صبح اور مغرب کی نماز کے بعد تاکیداً تہجد کیلئے کھڑے ہونے کے وقت اور تہجد کے بعد مساجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کے وقت اور اذان کے جواب کے بعد اور جمعہ کے دن“ (فضائل درود شریف ص ۶۶)

زبان میری ہے بات ان کی

علامہ ابن قیم کا فیصلہ

علامہ ابن تیمیہ کے مقبول نظر شاگرد اور غیر مقلدین کے ”روحانی مشکل“ علامہ ابن قیم الجوزیہ نے بھی درود پاک پڑھنے کے اوقات تحریر فرمائے

☆ ”چھٹا موقع ہے موزن کی اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے“

(۱۲۱ الفہام ص ۳۰۸)

مفتی عبدالعزیز ابن باز نجدی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے ہر دل عزیز مفتی عبدالعزیز ابن باز مفتی اعظم سعودی عرب نے بھی درود پاک کے اوقات کا ذکر فرمایا ہے۔

☆ ”درود و سلام پڑھنا تمام اوقات میں جائز ہے۔ نماز کے بعد پڑھنے کی بالخصوص تلقین ہے نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے وقت جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا سنت (مکدہ ہے)“ (مجموع الفتاویٰ ج ۱۰ ص ۷۷)

مولوی سید حسن دیوبندی کا فیصلہ

دیوبند کے شعبہ تفسیر کے استاد سید حسن دیوبندی کا ارشاد ہے۔

☆ ”اذان کے بعد درود شریف پڑھنا افضل ہے“ (فضائل درود و سلام ص ۸۸)

خدا را ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات کو ملاحظہ کیجئے کہ کس صراحت کیساتھ انکے اکابر نے

زبان میری ہے بات ان کی

اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا اقرار فرمایا ہے، بلکہ مفتی ابن باز صاحب نے تو سنت موکدہ لکھ دیا ہے۔ اب ان حقائق سے آنکھیں چرا کر کہنا کہ کیا حضرت سیدنا بلالؓ نے پڑھا تھا، بھی جب تمہارے مفتی صاحب اسے ”سنت موکدہ“ لکھ رہے ہیں تو ان سے سوال کریں کہ ”سنت موکدہ“ کی تعریف کیا ہے۔ ہمارے ساتھ خواہ مخواہ کی لڑائی کا کیا فائدہ۔ نیز کیا آپ کے پاس کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی ایسی ہے جس میں وارد ہو کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے درود شریف نہیں پڑھا، یا انہوں نے انکار کیا یا انہیں صحابہ کرام نے روکا، جب حضور ﷺ کی مستند احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ ہر نیک کام سے پہلے مجھ پر درود پڑھو، نیز نیکی روک لی جاتی ہے جب تک مجھ پر درود شریف نہ پڑھا جائے، تو کیا حضرت سیدنا بلالؓ یا کسی صحابی رسول کے بارے میں یہ گمان بہتر ہے کہ ان ارشادات نبویہ کے ہوتے ہوئے وہ اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا انکار کرتے ہوں گے۔ باقی رہ گیا اسپیکر میں یا بلند آواز میں پڑھنا تو کیا پہلے ادوار میں اذان اسپیکر میں ہوتی تھی، اگر وہ جائز ہے تو درود شریف جائز کیوں نہیں یہاں صرف ایک واقعہ دیکھئے جب سید احمد شہید صاحب مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں موذن صبح کی اذان سے پہلے اطراف کے میناروں پر چڑھ کر بلند آواز سے درود و سلام پڑھتے تھے۔ اور سید صاحب کے مرید عبدالحق ان کو رجم یعنی مردود کہتے تھے، یہ واقعہ مولانا عبد الفتاح گلشن آبادی نے اپنی کتاب تحفہ محمدیہ ص ۱۱۸ میں لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ حرم محترم میں بلند آواز سے درود و سلام پڑھا جاتا تھا۔ نیز بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کی حرمت و ممانعت پر کوئی نص قطعی موجود ہے جس کا سہارا لے کر ایسا سنگین

زبان میری ہے بات ان کی

فتویٰ صادر کیا جا رہا ہے۔ ۹

ہمارے خیال میں ان حضرات کے لئے اصل مسئلہ ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ کو پڑھنا ہے یہ ”یا رسول اللہ“ نہیں کہنا چاہتے، حالانکہ نماز میں نجانے کس طرح السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ کے کلمات ادا کرتے ہیں۔ جو چیز نماز میں شرک نہیں وہ نماز کے باہر کیسے شرک ہو سکتی ہے، پھر ہم نے سابقہ صفحات میں ان حضرات کے اکابر کی مستند تحریروں سے ثابت کیا ہے کہ وہ لوگ اپنے بزرگوں کو پورے جذبے کے ساتھ پکارتے ہیں۔ مثلاً ایک شعر ہے

علامہ ہم شرمندہ ہیں
تیرے قاتل زندہ ہیں

یہ شعر غیر مقلدین اپنے پیشوا علامہ احسان الہی ظہیر کی خدمت میں عرض کرتے ہیں جو جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ ان کا یہاں پاکستان سے صبحہ خطاب سے پکارنا، کیسا ہے، اگر وہ نہیں سنتے تو فضول ہے، اگر وہ سنتے ہیں تو کیا آپ کے علامہ صاحب سنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نہیں سنتے، علامہ صاحب کو پکارنا عین توحید ہے اور محبوب حجازی کو پکارنا عین شرک؟ یاد رہے کہ مولانا ذکر یا سہارنپوری نے مندرجہ بالا درود و سلام کو بہتر قرار دیا ہے (فضائل درود شریف ص ۲۳)

ہاں تو کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اپنے ان اکابر کے بارے میں جنہوں نے اذان سے پہلے یا بعد میں درود شریف کو جائز لکھا ہے، سنت موکدہ لکھا ہے، وہ مسلمان ہیں یا بدعت و ضلالت کا نشان ہیں؟

زبان میری ہے بات ان کی

نسخہ کونین را دیباجہ اوست
جملہ عالم بست دگان و خواجہ اوست

باب دوازدهم

کشف و مراقبہ

کشف و مراقبہ

غیر مقلدین حضرات صوفیہ کرام کے کشف و مراقبہ کو استہزا کی نظر سے دیکھتے ہیں، مجلہ الدعوة کی تحریروں میں ان معمولات کو ہندو جوگیوں، پروہتوں اور گمراہ بدعتیوں کا عمل قرار دیا جاتا ہے، سچ ہے۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

لیجئے ہم ان ”محققین“ کی خدمت میں ان کے ”امام اعظم“ کی تحریر رکھتے ہیں، حوصلہ کر کے اس پر بھی ”ہندو جوگی“ اور مشرک و بدعتی کا فتویٰ لگائیں

مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ

تقویۃ الایمانی توحید کے ناشر اور غیر مقلدین حضرات کے شہید اعظم مولانا اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”اولیاء میں جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق و امام و وصی بھی کہتے ہیں“ اس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے اسے نہ صرف بعض احکام کو نبیہ غیب و شہادت و معاملات جزئیہ سلوک و طریقت بلکہ خاص احکام کلیہ شریعت و ملت

زبان میری ہے بات ان کی

بے واسطہ انبیاء بھی پہنچتے ہیں۔ وہ انبیاء کا ہم استاذ ہوتا ہے وہ انبیاء کی مثل معصوم ہوتا ہے۔ اس پر خاص امور شرعیہ میں کچھ تقلید انبیاء مطلقاً ضرور نہیں بلکہ ایک وجہ سے وہ خود محقق ہوتا ہے۔ اس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں علم انبیاء سے اصلاً کم نہیں ہوتا۔ صرف فرق اتنا ہے کہ انبیاء پر علانیہ وحی آتی ہے اور

اس پر پوشیدہ“ (صراط مستقیم ملخص ۳۸ ۴۲۲)

نوٹ:- جو کچھ امام الوہابیہ مولانا اسماعیل دہلوی نے لکھا یہ کسی بھی اہل سنت و جماعت صوفی، عالم اور صاحب فکر کا عقیدہ نہیں۔ حیرت ہے جو لوگ اتنا کچھ ہضم کر جاتے ہیں ان کو صوفیہ کے چند اشغال باطنی پر ”شُرک و بدعت“ کی کیوں سوچتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے مندرجہ بالا عبارت لکھ کر فرمایا ہے۔

”ان حضرات نے بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا، یہاں تک کہ انکے مذہب پر صحابہ و تابعین درکنار انکے ساختہ پیغمبروں سے ہمارے سچے رسولوں تک کوئی ارتکاب شرک سے محفوظ نہ رہا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ ہر جگہ اپنے منہ آپ کافر ٹھہرتے ہیں“ (ایاتوۃ الرباط ص ۲۰)

سید احمد شہید کا فیصلہ

تحریک بالا کوٹ کے انگریزی ہیرو اور غیر مقلدین کے امام مولانا سید احمد قتیل کا مراقبہ ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجئے۔

☆ ”جب میں عالم مراقبہ و معاملہ میں مشائخ دہلی کی ارواح کی طرف متوجہ ہوا تو خود کو تمام مشائخ سے اکمل و افضل پایا ہے“ (مخزن احمدی ص ۱۵۸)

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”ایک روز ارواح مقدس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ بہاء الدین نقشبند سید صاحب کے حال پر متوجہ ہوئیں اور ایک ماہ تک دونوں روحوں میں تنازعہ رہا۔ دونوں ارواح میں سے ہر ایک روح سید صاحب کو اپنی طرف کھینچنا چاہتی تھی۔ آخر دونوں روحوں نے آپس میں صلح کر لی۔ پھر دونوں نے مل کر آپ پر ایک پہر تک توجہ ڈالی۔ جس سے دونوں خاندانوں کی نسبت آپ کو حاصل ہو گئی“ (سوانح احمدی ص ۶۵)

☆ ”ایک روز عالم مراقبہ میں آپ کی ملاقات روح پر فوج بختار کاکی سے ہوئی۔ اس وقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اس وقت آپ کو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپ کے سر پر دو چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہیں“ (مخزن احمدی ص ۲۵)

”اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبدالعزیز سے بڑھا ہوا تھا“ (سوانح احمدی ص ۱۲۱)

☆ ”ایک خواب میں سید صاحب نے ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کو دیکھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور اپنے ہاتھ سے سید صاحب کی خوب شست و شو کی جیسے کہ ماں باپ بچہ کو نہلاتے وقت شست و شو کرتے ہیں، حضرت فاطمہ نے آپ کو عمدہ لباس پہنایا“ (مخزن احمدی ص ۲۳)

☆ ”سید صاحب کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی بھی اس طرح سے حاصل ہوئی کہ دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک ﷺ پر مراقب بیٹھے رہے“ (سوانح احمدی ص ۱۵۸)

☆ ”جنت المعلیٰ میں پہنچے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مزار پر دیر تک مصروف دعا رہے“ (سید احمد شہید ص ۲۲۱)

☆ ”سید صاحب حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقد مبارک پر مراقبہ میں بیٹھے تھے“ (سوانح احمدی ص ۶۵)

☆ ”وادی صغریٰ میں حضرت شیخ عبدالرحیم یمنی اور حضرت ابو عبیدہ بن حارث جو غزوہ بدر میں زخمی ہو کر شہید ہوئے تھے کی زیارت سے مشرف ہوئے“ (ایضاً ص ۱۵۷)

”خود فرماتے ہیں“ کہ فقیر کو پردہ غیب سے الہام کے ذریعے بشارت ربانی نصیب ہوئی کہ وہ ”کفار دراز مویاں“ یعنی سکھوں کا استیصال کریں (مکتوبات احمدی ص ۱۸۰)

☆ ”سفر جہاد سے پہلے آپ کو الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپ کے ہاتھوں پر فتح ہو کر پشاور سے دریائے ستلج تک مثل ملک ہندوستان کے رشک افزائے چین ہو جائے گا چنانچہ ان متواتر وعدہ ہائے فتح سے آپ کا ہر ایک مرید واقف تھا“ (سوانح احمدی ص ۱۷۲)

نوٹ:- ان دنوں ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ اور اس پلید حکومت کے دوران ہندوستان ”رشک افزائے چین“ تھا۔ جبکہ سرحد کے مسلمان مشرک و بدعتی تھے جن کے خلاف وہ جہاد کو نکلے یہ ہے تحریک وہابیت کا مقصد کافروں سے دوستی مسلمانوں سے دشمنی۔ الدعوة والوں نے لکھا ہے کہ حضور کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کا علم نہ تھا۔ شہید ہونے والے ستر صحابہ کرام کی شہادت کا علم نہ تھا وہ ان عبارتوں کو پڑھیں اور کچھ غور کریں کہ

سید صاحب کو تو الہام پر الہام ہو رہا ہے، مراقبے سے احوال برزخ اجاگر ہو رہے ہیں۔ مستقبل کی فتوحات کا علم یقین نصیب ہو رہا ہے۔ کیا یہ سب کفر و شرک نہیں، اگر ہے تو کہیے سید صاحب کا فرد مشرک تھے اسماعیل دہلوی کا فرد مشرک تھے اور اگر نہیں تو پھر کیا آپ لوگ اپنے راہنماؤں مولویوں کو حضور نبی الانبیاء ﷺ سے زیادہ بلند نگاہ سمجھتے ہیں، حضور ﷺ کے پاس کوئی کمال علم نہیں تھا اور ان مولویوں کے پاس سب کچھ تھا۔ افلا یتفکرون آخر تم لوگ غور کیوں نہیں کرتے؟ سید صاحب کا علم غیب ملاحظہ فرمائیے اور کچھ تو بولے یہ سب کیا ہے۔

☆ ”اے میری بہن میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا اور یہ بات یاد رکھنا کہ جب تک ہندوشرک اور ایران کا رخص اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہو کر ہر مردہ سنت زندہ نہ ہو جائے گی اللہ تعالیٰ مجھے نہیں اٹھائے گا، اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تم کو دے اور تصدیق پر حلف کر لے کہ سید احمد میرے روبرو مر گیا یا مارا گیا تو تم اس کے قول پر ہرگز اعتبار نہ کرنا، کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کر کے مارے گا“ (سوانح احمدی ص ۱۷۱)

☆ ”ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ آئے گی“ (ایضاً ص ۲۹۱)

نوٹ:- یہ سب وعدے معاہدے مراقبوں الہاموں خوابوں اور کشفوں کے مرہون منت تھے یا حضرت روح الامین ان کے پاس آیا کرتے تھے سوال ہے کہ اگر یہ مراقبے سچ ہیں تو ان حضرات صوفیہ کے مراقبے کیوں سچ نہیں ان

زبان میری ہے بات ان کی

فطرات اولیاء کے کشف کیوں معتبر نہیں جو ہر اعتبار سے تمہارے سید صاحب سے افضل و اعلیٰ ہیں، اگر یہ ہندو جوگیوں اور پروہتوں کی طرح ہیں تو تمہارے سید صاحب کیوں نہیں؟

متفقہ شخصیات کا فیصلہ

متفقہ شخصیات مبارکہ میں سے حضور امام ربانی مجدد الف ثانی، حضور شیخ الحدیث مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ الاسلام مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کے علاوہ پیسوں علماء کرام و صوفیہ عظام نے تصور شیخ، مراقبات، الطائف روحانیہ، مشاغل عرفانیہ، مکشوفات برزخیہ، اور مروجہ روایات طریقہ پر عمل کر لکھا ہے۔ دراصل اب قلم جہلا کے ہاتھوں میں آ گیا ہے جن کو کچھ بھی دیکھائی نہیں دیتا بقول حالی۔

جس کو خدا کی شرم ہے وہ ہے بزرگ دیں
دنیا کی جس کو شرم ہے مرد شریف ہے
جس کو کسی کی شرم نہیں اس کو کیا کہیں
فطرت کا وہ رذیل ہے دل کا کثیف ہے
سردست صرف دو بزرگوں کے فیصلے مشاہدہ فرمائیے۔

☆ ”نماز کے دوران اگر شیخ کامل کا تصور آ جائے تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا فیصلہ ہے۔“

☆ ”اے محبت محترم! طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد

زبان میری ہے بات ان کی

رکھتا ہے۔ اور شیخ مقتداء کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔
رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو، اس قسم کی دولت سعادت مند لوگوں کو مسیر آتی ہے۔
تا کہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اس طرف
متوجہ رہیں، نہ ان بے دولت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو بے نیاز جانے
ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں“ (دفتر سوم مکتوب ۳۰)
حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

☆ ”خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا طریقہ ہے۔
چاہے کہ اسکی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ
ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت و فنا ہاتھ آئے“ (الاجتہاد فی سلاسل اولیاء)
☆ ”سید عبد الرحیم کو کشف قلوب اور کشف قبور حاصل ہوا، جس قبر
جاتے اسکی حقیقت بیان کر دیا کرتے تھے“ (انفاس العارفين ص ۳۷۱)
☆ ”سید عنایت اللہ کو حضرت شیخ کی توجہ سے قلیل مدت میں غیب کی
باتوں کا کشف حاصل ہو گیا“ (ایضاً ص ۳۷۳)

☆ ”والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عصر کے وقت مراقبے میں
تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہو گئی اور میرے لئے وقت چالیس ہزار برس کے
برابر وسیع کر دیا گیا۔ اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا
ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار مجھ پر ظاہر کر دیئے گئے“ (ایضاً ص ۶۱)
بقول اقبال۔

حادثہ جو ابھی پردہ افلاک میں ہے
عکس اسکا میرے آئینہ ادراک میں ہے

زبان میری ہے بات ان کی

باب سیزدہم

دیکھا ہے جو کچھ میں نے

زبان میری ہے بات ان کی

دیکھا ہے جو کچھ میں نے

اس باب میں ہم مخالفین اہل سنت کی معتبر کتابوں کا حاصل مطالعہ کر رہے ہیں۔ پڑھیے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کواکب کی بازیگری کتنی عبرتناک ہے۔

(۱) کتاب اشرف السوانخ کا مطالعہ

اس وقت ہمارے سامنے دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف تھانوی صاحب کی حیات و واقعات پہ لکھی گئی کتاب ”اشرف السوانخ“ مل ہوئی ہے۔ ہم اپنے قارئین و ناظرین کو اس کتاب کی سیر کرانا چاہتے ہیں کہ دیکھے آل دیوبند نے اپنے حکیم الامت کی شان میں ان عقائد و نظریات کو کتنی تسلیم کر لیا ہے جو ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہیں۔ بلکہ کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کا باعث ہیں۔ اسے ہم گردش ایام کا ایک کرشمہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ میری دعا ہے۔

دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

مجدوب نے غیب کی خبر دی

اس کتاب کے مؤلف جناب خواجہ عزیز الحسن خلیفہ ارشد حضرت تھانوی

زبان میری ہے بات ان کی

فرماتے ہیں کہ آپکے بارے میں ایک مجذوب حضرت حافظ غلام مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے خبر دی۔

”انشاء اللہ اس (والدہ حضرت تھانوی) کے دولڑکے ہوں گے اور وہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی خان رکھنا، دوسرے کا اکبر علی خان نام رکھنا۔ وقت خان اپنی طرف سے جوش میں آ کر بڑھا دیا۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت کیا وہ پٹھان ہوں گے فرمایا نہیں۔ اشرف علی اور اکبر علی نام رکھنا، یہ نام فرمایا دونوں صاحب نصیب ہوں گے۔ یہ بھی فرمایا ایک میرا ہوگا وہ مولوی ہوگا۔ اور دوسرا دنیا دار ہوگا۔ چنانچہ یہ پیش گوئیاں حرف بحرف درست ہوئیں۔“ (اشرف السوانخ مطبوعہ ملتان)

اس اقتباس کو توجہ سے پڑھئے، کیا کیا عقیدے اخذ ہو رہے ہیں۔ یہی کہ ایک مجذوب کو ماں کے پیٹ (فی الارحام) کا علم ہے۔ اور وہ مستقبل کے بارے میں پوری طرح آگاہ ہے۔ یہی عقیدے اگر کوئی صحیح العقیدہ مسلمان کسی ولی کامل بلکہ خود سرور عالم ﷺ کے بارے میں اختیار کرے اور ان کی حقانیت پر ہزاروں دلائل پیش کرے تو آل دیوبند کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کیونکہ ان کی نظر میں یہ عقیدے کفر و شرک پر مبنی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اپنے حکیم الامت صاحب کے بارے میں اور ان کے والدین و بزرگوار کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حکیم الامت صاحب کا اس واقعے پر کتنا ایمان تھا۔ فرماتے ہیں۔

”یہ جو میں کبھی اکھڑی اکھڑی باتیں کرنے لگتا ہوں ان ہی مجذوب صاحب کی روحانی توجہ کا اثر ہے۔ جنکی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں کیونکہ

زبان میری ہے بات ان کی

طبیعت مجذوبوں کی طرح آزاد ہے۔ الجھی ہوئی باتوں کی متحمل نہیں“ (۱۸) (سوانح مطبوعہ ملتان)

لیجئے حضرت والا ایک اور عقیدہ بیان کر گئے کہ ولیوں کی دعا سے بھی کوئی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور ان کی توجہ کا اثر اس کی تمام عمر پر غالب رہتا ہے۔ مذکورہ مجذوب کی وفات کے بعد بھی آپ کافی عرصہ زندہ رہے لہذا یہ بھی عقیدہ اخذ ہوا کہ ان کی وفات نے بھی ان کی توجہ میں فرق نہیں آنے دیا۔ وہ پوری طرح حکیم الامت کے شامل حال رہی۔ ایک طرف یہ عقیدہ ہے اور دوسری طرف ساری امت مسلمہ کو اس لئے مشرک قرار دیا جاتا ہے کہ وہ ولیوں کی روحانی توجہ کی قائل ہے۔ اور حصول اولاد کیلئے ان کی دعاؤں کی طالب ہے۔ کاش کوئی اس دورگی کا حل تلاش کرے۔

وفات کے بعد توجہ

حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانوی حضرت والا کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

☆ ”میرے بعد یہ لڑکا میری جگہ ہوگا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ کہ بعد مولانا علیہ الرحمہ کے اس قصبہ میں اب حضرت والا ہی کی ذات گرامی علوم ظاہری و باطنی کی جامع ہے۔ مولانا کو حضرت والا سے خاص تعلق تھا۔ یہاں تک کہ بعد وفات بھی حضرت والا سے عالم رویا میں فرمایا کہ ہم کو تو تمہاری طرف اب بھی ویسی ہی توجہ ہے جیسی حیات میں تھی۔

(ایضاً ص ۲۶)

زبان میری ہے بات ان کی

اس عبارت کو بنظر غائر دیکھئے۔ کونسا عقیدہ حاصل ہو رہا ہے یہی کہ اللہ کے بندے دنیا سے چلے جائیں تو بھی دنیا والوں پر نظر رکھتے ہیں جیسے اپنی ظاہری زندگی میں نظر رکھتے تھے۔ موت نے ان کے کمالات روحانی کو ختم کر دیا۔ گویا وہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ آل دیوبند منظور سرور کو نین ﷺ کے بارے میں بھی ماننے کیلئے تیار نہیں کسی اور کا ذکر کیا۔

زمین پر اللہ کی حجت

فاضل سوانح نگار لکھتے ہیں:

”گو حضرت والا کو سفر سے طبعی اعراض رہتا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو ”حجتہ اللہ فی الارض“ بنا کر دنیا میں بھیجا تھا جس کا خود حضرت والا کو بھی علم ضروری کے درجہ میں احساس تھا اسلئے مشتاقان و عظماء زیارت کے تقاضے حد سے گزر جاتے تو مجبور ہو کر منظور فرما لیتے“ (ایضاً ص ۸۷)

اس عبارت میں حکیم الامت صاحب کو زمین پر اللہ کی حجت قرار دیا ہے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں کہ کیوں دیا ہے۔ بس اتنا پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ذات گرامی کو بشر محض کہا جائے۔ اور اپنی طرح کا امام انسان یا بڑا بھائی تصور کیا جائے۔

اگر ان کو کوئی خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا مظہر یکتا کہے تو اس کو کفر و شرک کے فتوے دیئے جائیں اور خود اپنے حکیم الامت صاحب کیلئے ہر چیز جائز۔ ارے تم لوگوں نے کلمہ کس کا پڑھا ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

نور ہی نور کا باعث

مزید لکھتے ہیں:

☆ ”ایک بار حضرت والا رفقاء کے کہنے سے ریل کے اس ڈبے جس میں بیٹھے ہوئے تھے کسی اور ڈبے میں تشریف لے جانے لگے جہاں غافلانہ جگہ زیادہ فراخ تھی تو اس ڈبے میں جو ہندو بیٹھے ہوئے تھے افسوس کیسا تھ کہ لگے کہ اجی! آپ کی وجہ سے تو یہاں نور ہی نور تھا آپ اپنے ساتھ نور کو بھی لے چلے“

اس عبارت پر ہمارا یہی تبصرہ ہے کہ ہندو تو ان کے حکیم الامت صاحب کو نور ہی نور کا باعث مانتے تھے جبکہ یہ اپنے نبی اپنے رسول حضور پیکر نور ﷺ کی نورانیت کے بھی منکر ہیں۔ یہی نہیں جو ان کی نورانیت کو مانتا ہے اسکے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے خیال میں ہندوؤں کے ذوق اور ان کے ذوق میں کیا فرق ہے ان کو بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔

حکیم الامت کا بے مثال ہونا

آگے لکھتے ہیں:

”حضرت والا کا شاہانہ چہرہ مبارک اور نورانی صورت مقدس ہزاروں کے مجمع میں بھی حضرت والا ہی کو ممتاز بنا کر رکھتی ہے۔ میرے ایک خواجہ تاش دوست نے حضرت والا کی شان میں بحالت خواب ایک شعر تصنیف کیا تھا اور ان کو بعد بیداری بھی یاد رہا۔ میں تو اس شعر کو الہامی شعر سمجھتا ہوں کیونکہ حضرت والا پر حرف بحرف صادق ہے وہ شعر یہ ہے۔

کب کوئی ثانی ہے تیرا لا جواب ایسا تو ہو
چن لیا لاکھوں میں تجھ کو انتخاب ایسا تو ہو
ایک مشہور صاحب فضل و کمال نو تعلیم یافتہ فلسفی نے بھی ایک بار حضرت والا کی شان میں حالی مرحوم کا یہ مصرع لکھا۔
عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں
اب اس داستان جمال و کمال کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر ختم کر کے اصل مقصود کی طرف عود کرتا ہوں۔

آفا تھا گردیدہ ام مہربتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
اس عبارت کو خوب پڑھئے اور اندازہ لگائیے جس کے ساتھ کسی کو محبت ہو وہ اس کی مدحت سرائی میں کن حدوں کو چھو لیتا ہے۔ یہی عقیدے ان کو حضور فخر عالم ﷺ کے بارے میں گوارا نہیں۔ اگر ہوتے تو تقویۃ الایمان جیسی رقیق اور ایمان سوز کتاب کیوں چھاپتے۔ جس میں حضور ﷺ اور دیگر محبوبان خدا کے بے مثال ہونے کا قطعی انکار کیا گیا ہے۔ نیز ہم اگر امام بریلوی علیہ الرحمۃ کو ”اعلیٰ حضرت“ کہیں تو اعتراض ہوتا ہے۔ دیکھو ان کا عقیدہ حضور تاجدار مدینہ کو حضرت اور اپنے امام کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ ہم ان کی توجہ مذکورہ بالا اشعار کی طرف کرواتے ہیں۔ بتائیے حضور تاجدار مدینہ ﷺ ان اشعار کے عموم سے باہر ہیں یا نہیں۔ بلکہ امیر خسرو کا تو خالص نعتیہ شعر اپنے حکیم الامت صاحب کے نام جڑ دیا ہے۔ اس سینہ زوری کا کون جواب دے گا۔

تصرف کی شان

پھر لکھتے ہیں:

☆ ”حضرت والا کی ربیبہ سلمہا جو اس وقت بچی تھیں شدت تشنگی سے بیتاب تھیں۔ اور پانی کا اسٹیشن بہت دور تھا۔ سخت پریشانی تھی کہ کیا تدبیر کی جائے کہ یکا یک ریل رستہ پر ایسی جگہ رک گئی جہاں نیچے دریا تھا وہاں سے بالٹی میں پانی کھینچ کر بچی کو پلا دیا گیا، یہ انعام الہی تھا۔ (ایضاً ص ۱۰۱)

عبارت کے تیور بتا رہے ہیں کہ ریل کا اچانک دریا پر رکنا صرف حضرت والا کے لئے تھا۔ کیونکہ آپ کی مرضی تھی کہ اپنی تشنگی کا مٹی کے لئے پانی مل جائے۔ گویا اپنے حکیم الامت صاحب کے لئے یہ عقیدہ ہے کہ ان کی رضا سے ایسے انقلاب بھی رونما ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف حضور سرور عالم ﷺ کے بارے میں یہ لکھا اور پھیلا جاتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اگر وہ مشکل کشا ہوتے تو کربلا میں بیٹے کی مشکل نہ دور کرتے؟

حکیم الامت کی محبت

لکھتے ہیں:

☆ ”چونکہ احقر کی بیعت حضرت مولانا تاج محمود صاحب امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی ان بزرگوں کے یہ الفاظ کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب چونکہ اہل حق ہیں ان کی محبت حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت ہے۔ احقر کے گوش میں اب تک اسی طرح ہیں جس طرح سنتے وقت تھے۔ (ایضاً ص ۱۳۱)

زبان میری ہے بات ان کی

اس عبارت میں حکیم الامت صاحب کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت قرار دیا گیا ہے اور اس عقیدے کو دامن گوش میں سنبھال کر رکھ لیا ہے۔ جبکہ ہم نے تبلیغی جماعت کے اکثر مبلغین سے سنا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی محبت کیا چیز ہے۔ اطاعت کی بات کرو۔ انکی کتابوں میں اطاعت پر ہی زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اطاعت جسم ہے اور محبت روح ہے۔ محبت کے بغیر اطاعت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے علامہ اقبال سے پوچھئے۔

عشق نہ ہو تو شرع و دین بت کدہ تصورات

ذرا عقیدہ تو دیکھئے کہ حضور کی محبت کے منکر اپنے مولوی کی محبت کو حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت مان رہے ہیں۔

تصور سے انشراح قلب

لکھتے ہیں:

☆ ”اللہ اللہ حضرت حاجی صاحب کی بھی کیا بابرکت ہستی تھی کہ جس کے محض تصوراتی ذکر سے قلب میں ایک انشراح اور روح میں ایک کیف پیدا ہو جاتا ہے“ (ایضاً ص ۱۳۳)

دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ اور دیگر محبوبان خدا کے تصور کو شرک کہنے والے حاجی صاحب کے تصور کے کس طرح دلدادہ ہیں۔ اور تلون مزاجی کا یہ عالم ہے کہ ان کو تصور میں رکھتے ہیں قلب و روح کو کیفیات سے سرشار کرتے ہیں مگر ان کے عقیدوں پر کوئی توجہ نہیں۔ اگر آج آل دیوبند قبلہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے فیصلہ ہفت مسئلہ کو دل و جان سے تسلیم کر لے تو

زبان میری ہے بات ان کی

بہت سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور باہمی نفرت و آویزش دور ہو سکتی ہے۔

جب ماننے پہ آئے

حکیم الامت صاحب کا مولانا گنگوہی کے بارے میں عقیدہ سنئے۔

☆ ”لوگوں کیساتھ تو میری عقیدت استدلالی ہے اور مولانا کے ساتھ غیر استدلالی دلائل سوچنے سے بھی ذہن ابا کرتا ہے کہ مولانا بزرگ ہیں دلائل قائم کرنے میں کیا حاجت ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب بلکہ دلائل کے خلاف سوچنا بھی خلاف ادب معلوم ہوتا ہے“ (ایضاً ص ۱۳۷)

ان لوگوں کی شخصیت پرستی دیکھئے اور کتاب و سنت کی اتباع کے بلند بانگ دعوے کو دیکھئے۔ سبحان اللہ نہ ماننے پر آئیں تو صحابہ کرامؓ کے مقدس دور سے لے کر آج تک کے تمام اولیاء کرام علماء عظام کے عقائد کو ٹھکرا دیں اور مطالبہ کریں کتاب و سنت پیش کرو اگر کتاب و سنت پیش کریں تو اس میں ٹال مٹول سے کام لیں مگر جب ماننے پہ آئیں تو مولانا گنگوہی کو ”حجت شرعی“ تسلیم کر لیں کہ ان کے کسی نظریے کے خلاف سوچنا بھی گوارہ نہیں۔

مزار مجدد پر حاضری

لکھتے ہیں:

☆ ”ایک بار مولانا حضرت والا کو اپنے ہمراہ سرہند تشریف بھی لے گئے تھے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مزار شریف کی زیارت کرائی تھی“ (ایضاً ص ۱۲۳)

اب اس کو کیا کہا جائے کہ حکیم الامت تو مزارات پر حاضری دیتے تھے

زبان میری ہے بات ان کی

الے والے مزارات کی حاضری کو غیض و غضب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

حکیم الامت کے القابات

اس کتاب میں حکیم الامت صاحب کے لئے بڑے بڑے القابات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مثلاً معدن حسنات و خیرات، سراپا فضل و کمال وغیرہ نیز پہنچ دیا گیا ہے

أولئك آبائي فجنتي بمثلهم

إذا جمعنا يا جرير المجامع

یہ میرے بزرگ ہیں ان جیسا کوئی لا کر دکھائے“ (ایضاً ص ۱۳۹)

اللہ اکبر! حضور سرور عالم ﷺ کی مثال تو یہ لوگ بن گئے بلکہ عمل میں بسا اوقات آگے بھی بڑھ گئے مگر ان کے آباؤ اجداد کی کوئی مثال نہیں۔ کہتے ہیں اگر کوئی ہے تو پیش کیا جائے۔ معاذ اللہ انبیاء کرام تک کو خطا سے مبرا نہیں سمجھتے ہر جگہ یہی ترجمہ کرتے ہیں کہ ”اے نبی تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے“ یہاں تک الفاظ ادا کر دیتے ہیں۔ جبکہ اپنے حکیم الامت صاحب سراپا فضل و کمال اور معدن حسنات و خیرات ہیں اور مولانا نانوتوی قاسم العلوم و خیرات میں۔

عقل و فہم سے بالا

لکھتے ہیں:

☆ ”غرض جب کسی کو حضرت والا کے اسرار کا کما حقہ علم ہی نہ ہو سکا تو کوئی لاکھ بیان کرے حضرت والا کی اصل شان بیان ہو ہی نہیں سکتی۔

زبان میری ہے بات ان کی

ہے عقل و فہم سے بالا مقام حضرت والا
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

(جلد ۲ ص ۳۳۲)

ہے کوئی ان سے پوچھنے والا کہ تمہیں اپنے حکیم الامت صاحب کی تو
کوئی سمجھ نہیں وہ تو تمہاری عقل و فہم سے بالا ہیں۔ مگر تم مقام نبوت کو کس
طرح جانتے ہو جو اس کے بارے میں فیصلے دیتے پھرتے ہو۔

یہ ساری سوانح حیات عجیب و غریب واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ اس
کے بیک ٹائٹل پر خانقاہ اشرفیہ کی تصویر ہے اور شعر لکھا ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است

ہمیں است ہمیں است ہمیں است

(اگر زمین پر جنت الفردوس ہے تو یہی (قبر اشرف علی) ہے یہی ہے یہی)

یہ ہے ان کی محبت و عقیدت کا ثبوت جو اپنے حکیم الامت صاحب کے
ساتھ رکھتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کریم نے اپنے محبوب
کریم ﷺ کی محبت و عقیدت کیلئے چن لیا ہے۔ وہ حضور سے پیار کرتے ہیں
اور حضور کی بارگاہ کو رشک فردوس تصور کرتے ہیں۔



(۲) کتاب ”یا“ حرف محبت کا مطالعہ

”یا“ حرف محبت اور باعث رحمت“ ایک دیوبندی راہنما جناب پیر شہیر
احمد بن عبد الطیف صاحب (خلیفہ مجاز حضرت پیر رحمت کریم صاحب سجادہ

زبان میری ہے بات ان کی

(شیخ ڈاک اسٹیل) کی منصفانہ تصنیف لطیف ہے۔ کتاب مذکورہ مارچ
۱۹۹۲ء کو پشاور سے شائع ہوئی۔ کتاب کے شروع میں مستند علمائے دیوبند کی
تائید و توثیق مرقوم ہیں۔ ان علمائے دیوبند میں جناب نور حبیب مدنی شاگرد خاص
مولانا شیخ انیسیر لاہوری، فاضل عربی، سند یافتہ دورہ جامع اسلامیہ مدینہ منورہ
مولانا خلیل الرحمن صاحب فاضل دیوبند جناب عبدالصمد فاضل وفاق
المدارس صاحب نمایاں ہیں۔

فاضل مولف نے اس بات کو قرآن و حدیث اور معتمد اکابر اسلام کے
کلام سے ثابت کیا ہے کہ ”یا رسول اللہ“ اور ”یا نبی اللہ“ کے مبارک کلمات
شرک و کفر کا باعث نہیں بلکہ جائز ہیں اہل اسلام نے ہر دور میں ان مبارک
کلمات کو حرز جان سمجھ رکھا ہے۔ موصوف کے اس موقف کو مستند علماء نے ان
الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔

(۱) مولانا فضل الرحمن شیخ الحدیث جامعہ علوم القرآن والسنتہ (پشاور) یہ
فرماتے ہیں

”مصنف نے بہت کمال کیا ہے کہ تمام رسالہ صرف ان احادیث شریفہ
اور اکابرین دیوبند کے فرمودات فتاویٰ اور اشعار سے لکھا ہے جو تمام فرقوں
کے نزدیک مسلم ہیں۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۸)

(۲) مولانا مفتی مدرار اللہ صاحب ڈسٹرکٹ خطیب مردان فرماتے ہیں۔
”کتاب ہذا کے فاضل مولف نے صحابہ کرام ائمہ دین اور مشائخ عظام
کے اقوال و آراء سے اور خود رحمت دو عالم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے یہ
حقیقت بخوبی ثابت کی ہے کہ حضور ﷺ کو یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ کہنا بالکل

زبان میری ہے بات ان کی

جائز ہے۔ فاضل مولف کی تحقیق اور کاوشیں یقیناً قابل قدر ہیں۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۱۰)

(۳) مولانا قاضی حبیب الحق صاحب فرماتے ہیں۔

”ندائے یا رسول اللہ و دیگر کلمات کا جواب و استحباب بلکہ سنت ثابت ہے۔ کیونکہ صحابہ سے لیکر تا ہنوز اہل اسلام کا اس پر قول و عمل چلا آیا ہے۔ اس پر اجماع ہے اگر کوئی شاذ شواذ مخالفت کرے تو اس سے اجماع کو نقص نہیں آتا۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۱۶)

(۴) مولانا نور حبیب مدنی صاحب فرماتے ہیں۔

”ذره خاک پائے اکابرین دیوبند نے جناب شیخ طریقت شبیر احمد صاحب مدظلہ کی تحریر ”یا حرف محبت اور باعث رحمت“ کا مطالعہ کیا جو انتہائی دلسوزی اور حقیقت پسندی کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہے اور جس میں دلائل واضح اور براہین قاطعہ کے ساتھ مسلک اہل سنت والجماعت ثابت کیا ہے وقت کا اہم تقاضا پورا کیا گیا ہے“ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۲۱)

وجہ تالیف

فاضل مولف اپنی اس منصفانہ تصنیف کے لکھنے کی وجہ رقم کرتے ہیں۔

☆ ”اس فقیر حقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ جس فرد نے حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ حرف ”یا“ لکھا یا پڑھا بعض مسلمانوں نے بغیر کسی تحقیق کے اسے مشرک قرار دے دیا اور اس کی تکفیر کی حالانکہ بوجہ عدم تحقیق کے ایسے لوگ ارشاد رسول اللہ ﷺ کے مطابق

المر کے مصداق بن سکتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون“

☆ ”یہ ناکارہ ایسے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بہت دنوں تک سوچتا رہا اور آخر کار ایک دن دوران نماز خود بخود قلب پر وارد ہوا کہ ان بھائیوں کو ہائے مسئلہ سمجھانے کے (کہ وہ علماء کا منصب ہے) اس طرف متوجہ کروں کہ دیکھو سلف صالحین، ائمہ حضرات، فقہا و مجتہدین، حضرات اکابرین دیوبند فرض یہ کہ سب نے حرف ”یا“ کا استعمال نظم و نثر دونوں میں کر کے حضور کے ساتھ اپنے والہانہ عشق و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اور تو اور خود صحابہ کرام سے بھی ایسی ندامت بکثرت روایات میں منقول ہے۔ تو کیا یہ سب حضرات ناسمجھ تھے؟ کیا یہ پاکیزہ ہستیاں توحید و شرک میں فرق نہیں کر سکتی تھیں؟

خدا کے بندو! اپنی حالت پر رحم کرو اور خدا کے دوستوں کی بدگوئی کر کے اپنے لئے ابدی لعنت نہ خریدو کیا تم نہیں جانتے کہ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی پر غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی، مولائے روم اور حضرت مجدد الف ثانی پر اور دنیا کی اکثر نیک و باعزت ہستیوں پر جاہلوں نے کفر کے فتوے لگائے لیکن خدا کی قدرت ہے کہ منکروں نے جن کو گھٹایا وہی باعزت ہو گئے اور جن کو پست کرنا چاہا وہی سر بلند ہوئے۔ چنانچہ مثنوی معنوی، نوحات مکیہ اور احیاء العلوم آج تک مردہ قلوب کو زندہ کر رہی ہے۔ بغداد، سرہند اور اجمیر شریف میں سونے والوں کی قبریں آج بھی زیارت گاہ عالم بنی ہوئی ہیں“ (مذکورہ کتاب صفحہ ۱۳۲)

مذکورہ کتاب میں فاضل مولف نے فتوائے کفر میں جلد بازی کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث اور علمائے دیوبند، مولانا رشید احمد

گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی کے حوالے دیے ہیں۔

اہل محبت کا اظہار محبت

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور برکت نشان سے لے کر آج تک مختلف اہل محبت نے بارگاہ رسالت میں حضور رسالت مآب ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اپنے دردوں اور مصیبتوں کا حال سنایا ہے۔ اپنے تڑپتے ہوئے جذبول کو پیش کیا ہے۔ اس مقام فاضل مولف نے اپنی وسیع معلومات کو بروئے کار لاتے ہوئے متعدد اکابر امت کے خوبصورت اشعار رقم کئے ہیں جن میں انہوں نے اپنے خداداد مولانا حضور ﷺ کو حرف ”یا“ سے مخاطب کیا ہے۔

(۱) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عرض کنناں ہیں۔

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا

وکنت بنا برولم تک جافیا

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ ہماری امید گاہ ہیں۔ آپ ہم پر شفیق تھے

تخت نہ تھے (مذکورہ کتاب صفحہ ۳۵ بحوالہ نشر الطیب مولفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۴۷)

(۲) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کنناں ہیں۔

یا رسول اللہ ضاق بنا الفضاء

وجل الخطب والقطع الاخاء

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ کی وفات سے وسیع زمین میرے لئے تنگ

زبان میری ہے بات ان کی

ان کی اور مصیبت بہت بڑھ گئی اور دوستی منقطع ہو گئی۔ (مذکورہ کتاب صفحہ ۵۱)

(۳) مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ عرض کنناں ہیں۔

زنجوری برآمد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

غریبم یا رسول اللہ غریبم

ندارم درجہاں جز تو جیسیم

بروں آمد سراز بردیمانی

کہ روئے تست صبح زندگانی

پھر ہجر و فراق کی آٹچ پہ جلتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

نسیما جانب بطحا گزر کن

ز احوالم محمد را خبر کن

توئی سلطان عالم یا محمد

زروئے لطف سوئے من نظر کن

(۴) آٹھ سو علماء کرام کے پیرومرشد شیخ العرب والعجم حضرت الحاج امداد

اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ عرض کرتے ہیں۔

آپ کی فرقت نے مارا یا نبی

دل ہوا غم سے وہ پارا یا نبی

طالب دیدار ہوں دکھلائیے

روئے نورانی خدارا یا نبی

کر کے ثار آپ پر گھر بار یا رسول

زبان میوی ہے بات ان کی

اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول اللہ
ذرا چہرے سے پردے کو ہٹاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
اے رسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(مذکورہ کتاب صفحہ ۵۳، ۵۴)

(۵) امام الائمہ چراغ امت سیدنا امام اعظمؒ عرض کرتے ہیں۔

یا سید السادات جسٹک قاصدا
ارجو رضاک واجتمی بحماک

اکابر دیوبند کے حوالے

فاضل مولف نے علمائے دیوبند کے مستند حوالہ جات لکھ کر یہ ثابت کیا
ہے کہ وہ ”یا رسول اللہ“ کہنے میں دوسرے اکابر امت سے ہرگز پیچھے نہیں
لکھتے ہیں۔

(۱) ”شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی فرماتے ہیں۔

”وہابیت کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول
اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور ان (کلمات) کا استہزاء اڑاتے ہیں اور برے
کلمات کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے علماء اس صورت کو اور تمام صورتوں کو اگرچہ

الاب وندا ہی کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس
اسلم کرتے ہیں“ (مذکورہ کتاب صفحہ ۶۵ بحوالہ شہاب ثاقب صفحہ ۶۵)

(۲) شارح شریعت و طریقت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی
تھانویؒ نے فرمایا:

”جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ (مذکورہ کتاب صفحہ ۶۶)
تھانوی صاحب کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

یا شفیع العباد خذ بیدی
انت فی الاضرار معتمدی
لیس لی بلجا سواک اغث
مسنی الضر سیدی سندی

(ایضاً صفحہ ۶۸)

(۳) قطب الاقطاب مولانا محمد یعقوب نانوتوی عرض کرتے ہیں۔

کن برمن خستہ جگر یا رحمۃ للعلمین
ہم از کہ جود لطف سر یا رحمۃ للعلمین
من بدترین دو جہاں من کمترین کن فکاں
سرگشتہ حیراں در بدر یا رحمۃ للعلمین

(ایضاً صفحہ ۷۸)

(۴) مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
عجب نہیں تیری خاطر سے تیری امت کے
گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار

(ایضاً صفحہ ۸۲)

(۵) مولانا الطاف حسین حالی عرض کرتے ہیں۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیرے آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمہ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

(ایضاً صفحہ ۸۲)

حسن خاتمہ

مولانا حالی کے اشعار نقل کرنے سے پہلے فاضل مولف لکھتے ہیں۔
”الحمد للہ اس خطاب سے حالی صاحب اسلام سے خارج نہیں ہوئے
بلکہ

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مصنف کا یہی دعوے ہے ماضی میں تمام اکابرین ملت حضور سے بصیغہ

زبان میری ہے بات ان کی

لہذا مخاطب ہوتے ہیں لیکن الحمد للہ ان میں کوئی بھی مشرک نہیں بلکہ سب سچے
اور دیندار مسلمان ہیں“

کتاب کے آخری صفحہ پر یوسف بن اسماعیل نبھائی کا خوبصورت شعر درج ہے۔

سیدی یا ابا البتول سوا

من فقیر جوابہ الاعطا

ترجمہ: میرے آقا! سیدہ زہرا کے ابا جان! فقیر کا ایک سوال ہے جس کا
جواب عطا ہے۔

شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

معزز قارئین کرام! آپ بخوبی واقف ہیں کہ اس پر آشوب دور میں
عالم اسلام کا سب سے گھمبیر مسئلہ افتراق و انتشار ہے۔ پوری امت اسلامیہ
تفرقہ بازی کی سولی پہ لٹک رہی ہے دشمنان اسلام ہمیں لڑا لڑا کر ختم کر دینا
چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے عقائد اسلام کو
مخروج کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ عقائد و نظریات جو قرونِ اولیٰ میں
اسلامیوں کا طرہ امتیاز ہوا کرتے تھے آج ان کو مسلمانوں کی نظر میں مشکوک
کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ مومن کے ایمانی تقاضوں کو شرک و
بدعت سے تعبیر کر کے اس کے یقین و وجدان کو متزلزل کیا جا رہا ہے۔ تاریخ
ہند کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سلسلہ دورِ اکبری میں پورے عروج پر
تھا تو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اپنی شبانہ روز
کاوشوں سے اسے ناکام بنایا۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ حضرت عبدالعزیز

زبان میری ہے بات ان کی

دہلوی اور بعد میں امام اہلسنت مجدد دین و ملت حضرت احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہم نے بالخصوص اور دیگر علمائے حق اور اولیائے دین نے بالعموم امت مسلمہ کی تعمیر و تطہیر کیلئے تاریخ ساز کام سرانجام دیا۔

اس پر خطر دور میں بھی نام نہاد توحید پرست عامۃ المسلمین کو معمولی معمولی باتوں پر ”کافر و مشرک“ بنا رہے ہیں۔ کاش وہ سمجھ لیں کہ انکی یہ فتویٰ بازی امت مسلمہ کو پوری دنیا میں منتشر کر کے رکھ دے گی اور اس کی وحدت فکر کا جنازہ نکال دے گی جو کبھی اس امت کا اوڑھنا بچھاؤنا ہوا کرتی تھی۔

اگر سینوں میں بغض و عناد کا مکروہ مادہ نہ ہو تو آخر کونسی ایسی وجہ ہے جو ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل نہیں ہونے دیتی۔

دلوں میں حسد اور انا کا گرد و غبار نہ ہو تو کیا سبب ہے جو ان اہل محراب و منبر کو یکجان نہیں ہونے دیتا ارے سیدھی سی بات ہے جب اکابر دیوبند اکابر اہل حدیث، حضور شافع روز جزا، دافع رنج و بلا رحمت دو عالم ﷺ کو یا رسول اللہ! یا نبی اللہ کہتے ہوئے مشرک نہیں ہوتے تو یہ سادہ دل عشاق کیسے مشرک ہو گئے؟ اگر یہ مشرک ہیں تو وہ کیوں مشرک نہیں؟ کچھ انصاف کیجئے۔ اسی انصاف کا دامن تھام کر جناب شبیر احمد صاحب نے کیا خوب فیصلے فرمائے ہیں۔ کاش ہر دیوبندی اور ہر غیر مقلد مولوی ایسا منصفانہ کردار ادا کرے تو اہل توحید ایک ساتھ مل کر کھاپی بھی سکتے ہیں۔ ایک امام کے پیچھے نماز بھی ادا کر سکتے ہیں اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہر طوفان بلاخیز کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ خدا عقل سلیم عطا فرمائے اور فاضل مولف کے اس جرأت مندانہ اقدام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (۲مین)

زبان میری ہے بات ان کی

الشَّمَامَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ کا مطالعہ

”الشَّمَامَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ مِنْ مَوْلِدِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ“ نواب والا جاہ امام غیر مقلدین جناب سید محمد صدیق حسن بھوپالی کی تصنیف ہے اس وقت ہمارے سامنے اس کتاب کا وہ نسخہ ہے جو ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوا۔ آئیے اس کتاب کے اقتباسات کی سیر کیجئے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کی حقانیت دیکھئے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۱)

”بعد قبول اسلام وصحت ایمان کے بغرض تکمیل درجہ احسان و تحصیل مرتبہ عرفان احوال سعادت اشتغال سید رسل شمع سبل خاتم الانبیاء شفیع الوریٰ پر علم و اطلاع حاصل کرے کہ یہ دانش و شناخت حالات ولادت و رضاعت و نمو ذالک کے موجب حلاوت ایمان و سبب تقویت احسان ہوتی ہے۔ انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ اولاً عارف اسما و صفات و افعال خالق ہو پھر ثانیاً عالم اسماء و صفات و افعال سید خلق ﷺ (الشَّمَامَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ ص ۲)

(۲)

”حضرت ﷺ کے احوال پر مطلع ہونے سے محبت حضرت کی دل میں آتی ہے۔ اور یہ محبت اس درجہ مطلوب شارع ہے کہ بے اس کے ایمان صحیح نہیں ہوتا“ (ایضاً ص ۳)

(۳)

”آیا عقد محفل واسطے اس ذکر شریف میلاد کے بطریقہ مروجہ جائز ہے یا

زبان میری ہے بات ان کی

ناجائز اس رسالے میں اختصاراً ذکر احوال خاصہ آنحضرت ﷺ کا از ولادت تا وفات لکھنا مناسب جانا ہر چند تفصیل کو اس مقام میں بہت کچھ دست رس تھا لیکن قصور ہمت ابناء عصر دیکھ کر ہر فصل میں ان ہی مضامین ماثورہ پر اختصار کیا گیا جو بمنزلہ رأس اس کے جسد سے ہیں“ (ایضاً ص ۴)

”اعمال صالحہ میں کوئی عمل قدر و قیمت و رفعت و منزلت میں برابر محبت خدا اور رسول کے نہیں ہے“ (ایضاً ص ۵)

(۴)

”اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا دعا سیرت و سمت دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات و اخبار و آثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں“ (ایضاً ص ۵)

(۵)

نسب کان علیہ من شمس الضحیٰ

نوراً و من فلق الصباح عموداً

ما فیہ الا سید من سید

حاز المکارم والتقی والجودا

یعنی حضور ﷺ کا نسب مبارک چمکتے سورج کی طرح نورانی ہے جو فلق صبح کا ستون نظر آتا ہے اس میں سردار ہی سردار ہیں جو تقویٰ اور سخاوت کے اوصاف سے مالا مال ہیں۔ (ایضاً ص ۷)

زبان میری ہے بات ان کی

(۶)

”ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ (سوموار) شب دوازہم (بارہویں کی رات) ربیع الاول عام فیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے۔ ابن جوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے“ (ایضاً ص ۷)

(۷)

”کعب احبار کہتے ہیں تیرہ نبی ختنہ شدہ پیدا ہوئے آدم و شیت و ادریس و نوح و سام و لوط و یوسف و موسیٰ و شعیب و سلیمان و یحییٰ و عیسیٰ و محمد ﷺ کذا فی حیاۃ الحیوان“ (ایضاً ص ۸)

(۸)

”حضرت پیدا ہوئے دیکھا تو آپ سجدے میں ہیں اور انگلی طرف آسمان کے جیسے کوئی متفرع مبہل ہو پھر ایک سفید بادل آسمان کی طرف سے آیا اور اس نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ ایک منادی نے ندا کی کہ اس کو مشارق و مغارب زمین میں پھراؤ اور بحار میں داخل کرو کہ وہ اس کے نام و نشان و صورت کو پہچان لیں یہ حاجی ہے اس کے زمانے میں ہر شرک مٹ جائے گا“ (ایضاً ص ۹)

(۹)

”ایک جماعت نے کہا آمنہ کہتی ہیں جب حضرت شکم سے جدا ہوئے آپ کے ہمراہ ایک نور نکلا جس سے مابین مشرق و مغرب چمک اٹھا“ (ایضاً ص ۱۰)

(۱۰)

”حدیث عرباض بن ساریہ میں ہے فرمایا ہے میں اللہ کا بندہ اور خاتم

زبان میری ہے بات ان کی

النہین تھا اس وقت کہ آدم اپنی خاک میں منجمل تھے (ایضاً ص ۱۰)

(۱۱)

”حضرت کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا جس سے قصور شام نظر آئے“ اخرجه احمد والبخاری والطبرانی والحاکم والبیہقی حافظ ابن حجر کہتے ہیں صحیح ابن حبان والحاکم ولہ طرق کثیرہ۔

(۱۲)

”وانت لما ولدت اشرفت الارض

وضاء ت بنورک الافق

فحن فی ذالک الضیاء و

فی النور سبیل الرشاد نخترق

(حضرت عباس کے شعر میں) کہ حضور کی ولادت سے زمین چمک اٹھی

اور حضور ﷺ کے نور سے افق تابدار ہوا، ہم اسی نور کی روشنی میں ہدایت کا

راستہ اختیار کرتے ہیں (ایضاً ص ۱۰)

(۱۳)

”عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا جاتا ہے سو جس کو

حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس

نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں“ (ایضاً ص ۱۲)

(۱۴)

ابوطالب نے کہا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهہ

ثمال الیتامی عصمة للا رامل

زبان میری ہے بات ان کی

ثمال بمعنی ملجا و غیاث یا طعام فی الشدة ہے ارامل سے مراد

مساکین رجال و نساء ہیں۔ (ایضاً ص ۱۲)

(یعنی وہ رخ تاباں والا جس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہیں وہ یتیموں

کا ملجا اور مسکینوں کا مددگار ہے)

(۱۵)

ثویبہ اسمیہ جاریہ ابولہب نے جس کو ابولہب نے وقت بشارت ولادت

آنحضرت ﷺ کے آزاد کر دیا تھا۔ (ایضاً ص ۱۳)

(۱۶)

”ابن عباس کہتے ہیں حلیمہ ذکر کرتی ہیں جب میں نے حضرت کا دودھ

پھوڑا تو آپ نے کہا: اللہ اکبر کبیراً والحمد کثیراً و سبحان اللہ

بکرة واصیلاً“ (ایضاً ص ۱۴)

(۱۷)

”ایک بار مکے میں قحط پڑا ابوطالب نے حضرت کو ہمراہ لے کر استسقاء

کیا پانی برسا“ (ایضاً ص ۱۵)

(۱۸)

”میسرہ کہتے ہیں جب دھوپ گرم ہوتی دو فرشتے آ کر آپ پر سایہ

کرتے“ (ایضاً ص ۱۶)

(۱۹)

”جب حضرت ﷺ پچیس برس کے ہوئے اور ان کو مکے میں امین کہتے

تھے“ (ایضاً ص ۱۶)

زبان میری ہے بات ان کی

(۲۰)

”عداس پھر کر آیا“ کہا تجھ کو کیا ہوا جو تو اس شخص کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا“ اس نے کہا سیدی زمین میں کوئی شخص بہتر اس مرد سے نہیں ہے“ اس نے مجھے وہ بات بتائی جس کو سوا پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا“ (ایضاً ص ۲۲)

(۲۱)

”ملک البجبال نے کہا تم ویسے ہو جیسا اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے رؤف رحیم“ (ایضاً ص ۲۵)

(۲۲)

”حضرت کو اسراء ہوا اس وقت عمر آپ کی ۵۱ سال ۹ ماہ کی تھی اور آپ کی بیداری میں شب شنبہ ۲۷ ربیع الاول کو قالہ ابن الاثیر والنووی فی شرح مسلم یاربیع الآخر کو قال النووی فی فتاواہ یا رجب میں آسمان پر چڑھالے گئے۔ اب عمل اسی ۲۷ رجب پر ہے۔

(۲۳)

”حضرت نے شب معراج اپنے رب کو چشم سر سے علی الصبح دیکھا اور بات کی اور دیکھنا آپ کا اللہ کو دنیا میں من جملہ آپ کی خصوصیات کے ہے۔ اور یہ شرعاً حق میں غیر حضرت کے دنیا میں محال ہے“ (ایضاً ص ۲۹)

(۲۴)

”جب مشورہ کیلئے بیٹھے ابلیس صورت میں ایک شیخ نجدی کے ظاہر ہوا“ (ایضاً ص ۳۰)

(۲۵)

”حضرت جس وقت نماز میں داخل ہوئے تھے اللہ نے وہاں درخت

زبان میری ہے بات ان کی

بول کا اگا دیا“ وہن غار لوگوں کو آنکھ سے چھپ گیا“ (ایضاً ص ۳۳)

(۲۶)

”راہ میں سراقہ بن مالک سامنے آئے ان کے گھوڑے کے قدم زانو تک زمیں میں دھنس گئے حالانکہ زمیں نہایت سخت تھی“ (ایضاً ص ۳۴)

(۲۷)

”فرماتے اس نائقے کی راہ چھوڑ دو یہ مامور ہے اس کی باگ ڈھیلی کر دی“ (ایضاً ص ۳۷)

(۲۸)

”اہل مدینہ کو حضرت کی تشریف آوری سے نہایت درجے خوشی ہوئی۔ اس بن مالک کہتے ہیں جس دن حضرت داخل مدینہ ہوئے ہر چیز مدینے کی روشن ہو گئی“ (ایضاً ص ۳۸)

(۲۹)

”حضرت نے دیکھ کر خاک کو عمار سے جھاڑا اور فرمایا ”عمار افسوس“ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا“ تو اسے جنت کی طرف بلائے گا اور وہ تجھے آگ کی طرف بلائے گا“ (ایضاً ص ۳۹)

(۳۰)

”کہا اللہم حبیب الینا المدینة کحبنا مکة اواشد“ اے اللہ ہمیں مکہ کی طرح مدینہ کی محبت عطا فرما بلکہ اس سے بھی زیادہ“ (ایضاً ص ۳۹)

(۳۱)

”آپ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ اول نبیین تھے خلق میں اور

زبان میری ہے بات ان کی